ماہنامہ

انصاراللہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلق خدا سے محبت کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:

روحِ اُو در گفتنِ قولِ بلےٰ اوّل کسے
آدمِ توحید و پیش از آدمش پیوندِ یار
جانِ خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش
جاں نثار خستہ جاناں بےدلاں را غمگسار
کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربانِ جہاں
نَے بجسم خویش میلش نَے بنفسِ خویش کار
نعرہ ہا پُر درد مے زد از پئے خلقِ خدا
شد تضرع کارِ اُو پیشِ خدا لیل و نہار

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵)

قولِ بلےٰ کہنے میں اس کی روح سب سے اول ہے۔ وہ توحید کا آدم ہے اور آدمؑ سے بھی پہلے اپنے محبوب سے اُس کا تعلق تھا۔ مخلوق الٰہی کے لئے جان دینا اس کی فطرت میں ہے۔ وہ شکستہ دلوں کا جاں نثار اور بیکسوں کا ہمدرد ہے۔ وہ کشتہ قوم فدائے خلق اور اہل جہان پر قربان تھا۔ نہ اسے اپنے تن بدن سے کچھ تعلق تھا نہ اپنی جان سے کچھ کام۔ مخلوقِ خدا کی محبت میں وہ دردناک آہیں بھرتا تھا اور خدا کے سامنے رات دن گریہ وزاری اس کا کام تھا۔

احسان: ۱۳۸۱ ہش

جون ۲۰۰۲ء

ایڈیٹر

نصراللہ خاں ناصر

''نبوت محمدیہؐ کی فیض رسانی''

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''......وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے۔ اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوتِ محمدیہؐ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ لیکن یہ نبوتِ محمدیہؐ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اُس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوتِ کاملہ تامہ محمدیہؐ کی اس میں ہتک ہے ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اُس پر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوتِ تامہ کاملہ محمدیہؐ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے......''

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۳۱۱)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

احسان ۱۳۸۱ ھش - جون ۲۰۰۲ء

جلد نمبر ------------------ ۴۳

شمارہ نمبر ------------------ ۶

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ

اس شمارہ میں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)

سالانہ: ------------ ایک سو روپے

قیمت فی پرچہ: ------------ دس روپے

اداریہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم

سید الانبیاء والاصفیاء سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ جامع جمیع کمالات ہیں آپ نے بنی نوع انسان کو وہ تعلیم دی جو انسانی ضروریات کے اعتبار سے کامل جامع اور حکمت پر مبنی تھی۔ اس طرح آپ سے بڑھ کر کوئی بھی بنی نوع انسان کا محسن ظاہر نہیں ہوا۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے خالق حقیقی اور اس کی مخلوق کی محبت کے راز بتائے آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مہدی آخرالزمان علیہ السلام نے فرمایا:

''میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔...... وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہاء درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۸)

اس محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا...... ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیا ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...... اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے...... ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُمی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے......'' (اتمام الحجہ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۰۸)

''وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ میں رنگین کیا۔'' (تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۹)

''حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے اور اس آفتاب صداقت کی کیسی اعلیٰ درجہ پر روشن تاثیریں ہیں جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے۔ کسی کو عارف کے درجے پر پہنچاتا ہے۔ کسی کو آیت اللہ اور حجت اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔'' (براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۲۵۸-۲۶۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ا روحانی خزائن جلد ا)

''اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی ہے اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ اور افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔'' (براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۳۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ روحانی خزائن جلد ا)

یہ کس قدر احسانات ہیں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اس محسن اعظمؐ سے ہی حضرت مہدی آخر الزمان بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا عشق و محبت کا تعلق ہے اور اسی فنا فی الرسولؑ نے مخالفین کی ہرزہ سرائی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''......ونحتوا للرسول الكريم بهتاناتٍ واضلوا خلقاً كثيرا بتلك الافتراء۔ وما اذىٰ قلبي شيئٌ كا ستهزاء هم في شان المصطفىٰ...... و والله لو قُتِلَتْ جميع صبياني واولادي واحفادي باعينني۔ قطّعت ايدي وارجلي واخرجت الحدقة من عيني۔ واُبعِدْتُ من كل مرادي واَوني وارني۔ ماكان عليّ اشق من ذالك۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۵ روحانی خزائن جلد ۵)

یعنی ان عیسائیوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے ہیں اور کثرت سے خدا کی مخلوق کو اپنے افتراء سے گمراہ کیا ہے۔ میرے دل کو اس استہزاء سے بڑھ کر کسی چیز نے تکلیف نہیں دی جو شان مصطفیٰ میں کی گئی...... اور اللہ کی قسم میرے بچے اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دئے جاتے اور میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے اور میری آنکھ کی پتلی نکال دی جاتی اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کیا جاتا تو مجھ پر اس قدر گراں نہ گزرتا۔

اس سے آپ کے دل کی کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسی عاشق رسولؐ نے اپنے اس سچے تعلق کے ناطہ فرمایا

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ خدا تعالیٰ کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہوں اگر یہی کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

پس قولاً فعلاً اور عملاً اس محبت و عشق کے اظہار کے بعد اگر کوئی سیاسی یا غیر سیاسی جتھہ یا ان کے حاشیہ بردار فتویٰ باز ہرزہ سرائی کریں تو ہماری نالش اپنے آسمانی آقا کے حضور ہے۔

امام الکلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر ہمدردی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب چشمہ معرفت میں فرماتے ہیں:

''حضرت عیسیٰ انجیل میں فرماتے ہیں کہ مجھے دوسری قوموں سے سروکار نہیں۔ میں صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ یعنی میری ہمدردی صرف یہودیوں تک محدود ہے۔ مگر قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ دوسری قوموں سے بھی ہمدردی کرو۔ جیسا کہ اپنی قوم کے لئے۔ اور دوسری قوموں کو بھی معاف کرو جیسا کہ اپنی قوم کو۔ کیونکہ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ بلکہ لکھا ہے کہ وہ تمام دنیا کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

یعنی لوگوں کو کہہ دے کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں نہ صرف ایک قوم کے لئے۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کرنے کے لئے تجھے نہیں بھیجا بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جائے پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے رسول ہیں اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہیں۔ اور آپ کی ہمدردی تمام دُنیا سے ہے۔ نہ کسی خاص قوم سے۔ اور خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بھی وہ کامل اور عام ہمدردی کی تعلیم دی ہے کہ کسی دوسرے رسول کو ہرگز نہیں دی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی ۔ یعنی خدا حکم فرماتا ہے کہ تمام دنیا کے ساتھ تم عدل کرو۔ یعنی جس قدر حق ہے اُسی قدر لو۔ اور انصاف سے بنی نوع کے ساتھ پیش آؤ۔ اور اُس سے بڑھ کر یہ حکم ہے کہ تم بنی نوع سے احسان کرو۔ یعنی وہ سلوک کرو جس سلوک کا کرنا تم پر فرض نہیں محض مروت ہے۔ مگر چونکہ احسان میں بھی ایک عیب مخفی ہے کہ صاحب احسان کبھی ناراض ہو کر اپنے احسان کو یاد بھی دلا دیتا ہے۔ اس لئے اس آیت کے آخر میں فرمایا کہ کامل نیکی یہ ہے کہ تم اپنے بنی نوع سے اس طور سے نیکی کرو کہ جیسے ماں اپنے بچہ سے نیکی کرتی ہے۔ کیونکہ وہ نیکی محض طبعی جوش سے ہوتی ہے نہ کسی پاداش کی غرض سے۔ یہ دل میں ارادہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ بچہ اس نیکی کے مقابل مجھے بھی کچھ عنایت کرے۔ پس وہ نیکی جو بنی نوع سے کی جاتی ہے کامل درجہ اس کا یہ تیسرا درجہ ہے جس کو اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی کے لفظ سے بیان فرمایا گیا ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۸۔۳۸۷)

کلام الامام

آزادی ضمیر کا بنیادی حق

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مذہب میں آزادی ضمیر کے بنیادی حق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''......قرآن کریم میں آزادی ضمیر اور آزادی عقیدہ کی اتنی حسین تعلیم ہمیں دی گئی ہے کہ جیسا کہ...... یہ تعلیم ایک نمونہ ہے دنیا کے دیگر سب مذاہب کے لئے اور ان مفکرین کے لئے جنہوں نے اپنے اپنے ازمز (ISMS) کی بنیاد ڈالی۔

دیکھو انسان یہ ہے۔ مذہبی آزادی اور آزادی ضمیر اس کی زندگی کا بنیادی حق ہے اور اسی غرض کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اگر انسان آزاد نہیں، اگر انسانوں کو دوسرے انسانوں نے بھیڑ اور بکری کی طرح دھکیل کر (دین) کے دائرہ میں لے کر آنا ہے تو خدائے واحد و یگانہ کی طرف سے کسی عمل کی کوئی جزاء نہیں۔ کیا تم خدا تعالیٰ کو مجبور کرو گے کہ جو تم منافقانہ اعمال بعض لوگوں سے کروا رہے ہو وہ انہیں قبول کرے۔ خدا مجبور ہو جائے کہ ان کو اپنے پیار سے نوازنا شروع کر دے...... خدا جو علام الغیوب ہے اسے اس کے نفاق کا پتہ ہی نہیں لگے گا؟ اس کی دلی حالت کا پتہ ہی نہیں لگے گا؟ خدا تو کہتا ہے کہ میں تمہارے دلوں کے پوشیدہ رازوں سے بھی واقف ہوں...... اور اگر اس کو پتہ ہو گا وہ جزاء کیسے دے گا ایسے اعمال کی۔ وہ ساری ریاء ہے، وہ تو منافقانہ ہیں حرکتیں اور اگر کسی ایسے شخص کو جس کے دل میں ایمان ہے اور ایمان پر شرح صدر ہے اور اخلاص ہے اور فدائیت ہے اور معرفت ہے اور عرفانِ صفاتِ باری ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے اور اس پیار سے مجبور ہو کر وہ خدا تعالیٰ کی بات مانتا اور اس کی عبادت کرتا ہے تم ساری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو کر کہو کہ ہم نے تمہیں اسلام سے باہر نکالا اور اب تمہارے ساتھ خدا پیار کا سلوک نہیں کرے گا۔ اور تمہارے اعمال کی احسن جزاء نہیں دے گا تو خدا کو تم کیسے مجبور کر سکتے ہو۔ جو لوگ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اس کے حضور کچھ پیش کرنے والے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرتے رہیں گے۔ دنیا جو مرضی کہتی رہے، جو مرضی سمجھتی رہے، اس لئے دعا یہی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی شیطان کو یہ توفیق نہ دے کہ وہ ہمارے دلوں میں کوئی وسوسہ پیدا کر سکے اور کھوٹ پیدا ہو جائے۔ ہمارے دلوں میں اور ہمارے اخلاص میں، اور ہماری عبادات میں ریا اور نفاق نہ کہیں پیدا ہو جائے۔ اگر ہمارے دل خالصۃً خدا تعالیٰ کی محبت میں مگن ہیں اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی معرفت رکھنے والے ہیں...... ہمارا ہر کام خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلنے کی شدید خواہش کے نتیجہ میں ہے اور ہر کام سے رکنا ہمارا خدا تعالیٰ کی خشیت کے نتیجہ میں ہے تو ہم نے خدا سے جزاء حاصل کرنی ہے ہم نے انسان کے سامنے آسمانی نعماء کے لئے کشکول نہیں بڑھانا کہ اس میں کچھ ڈال دو۔'' (اقتباس از خطبہ جمعہ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۸ء صفحہ ۲۳ تا ۲۴)

عربی منظوم کلام

لَا شَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَیْرُ الْوَرٰی
رَیْقُ الْکِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْیَانِ

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ، معزّزین میں سے برگزیدہ اور سرداروں میں سے منتخب وجود ہیں

تَمَّتْ عَلَیْہِ صِفَاتُ کُلِّ مَزِیَّةٍ
خُتِمَتْ بِہٖ نَعْمَاءُ کُلِّ زَمَانِ

ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ پر کمال کو پہنچ گئیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ پر ختم ہوگئیں ہیں۔

وَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا کَرِدَافَةٍ
وَ بِہٖ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ

خدا کی قسم! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خدا کے) نائب کے طور پر ہیں اور آپ ہی کے ذریعہ دربارِ شاہی میں رسائی ہوسکتی ہے

هُوَ فَخْرُ کُلِّ مُطَهَّرٍ وَّ مُقَدَّسٍ
وَبِہٖ یُبَاهِیْ الْعَسْکَرُ الرُّوْحَانِیْ

آپ ہر ایک مطہر اور مقدس کا فخر ہیں اور روحانی لشکر آپ پر ہی ناز کرتا ہے

هُوَ خَیْرُ کُلِّ مُقَرَّبٍ مُّتَقَدِّمٍ
وَالْفَضْلُ بِالْخَیْرَاتِ لَا بِزَمَانِ

آپ ہر مقرب اور (راہ سلوک میں) آگے بڑھنے والے سے افضل ہیں اور فضیلت کارہائے خیر پر موقوف ہے نہ کہ زمانہ پر

هَوَ جَنَّةٌ اِنِّیْ اَرٰی اَثْمَارَہٗ
وَقُطُوْفَہٗ قَدْ ذُلِّلَتْ لِجَنَانِیْ

آپ ایک باغ ہیں۔ بے شک میں دیکھتا ہوں کہ اس کے پھل اور اس کے خوشے میرے دل کے لئے جھکا دیئے گئے ہیں

اَلْفَیْتُہ بَحْرَ الْحَقَائِقِ وَالْهُدٰی
وَرَاَیْتُہٗ کَالدُّرِّ فِی اللَّمَعَانِ

میں نے آپ کو حقائق اور ہدایت کا سمندر پایا اور چمک دمک میں آپ کو موتی کی طرح پایا

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۹۲-۵۹۳)

فارسی منظوم کلام

آفتاب و مہ چہ مے ماند بدو   در دِلش از نورِ حق صد نیّرے

سورج و چاند اس سے کہاں مشابہت رکھ سکتے ہیں اس کے دل میں تو خدائی نور سے سو سورج روشن ہیں

یک نظر بہتر ز عمرِ جاوداں   گر فتد کس را برآں خوش پیکرے

ہمیشہ کی زندگی سے ایک نظر بہتر ہے اگر کسی کی اس پیکرِ حسن پر پڑ جائے

منکہ از حُسنش ہمے دارم خبر   جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

میں جو اس کے حسن سے باخبر ہوں اس پر اپنی جان قربان کرتا ہوں جب کہ دوسرا صرف دل دیتا ہے

یادِ آں صورت مرا از خود بُرد   ہر زماں مستم کند از ساغرے

اُس کی یاد مجھے بے خود بنا دیتی ہے وہ ہر وقت مجھے ایک ساغر سے مست رکھتا ہے

مے پریدم سوئے کوئے اُو مدام   من اگر مے داشتم بال و پرے

میں ہمیشہ اس کے کوچہ میں اڑتا پھرتا اگر میں پر و بال رکھتا

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر   زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

وہ اُمّی ہے مگر علم و حکمت میں بے نظیر ہے۔ اس سے زیادہ اُس کی صداقت پر اور کیا دلیل ہوگی

ختم شد برنفسِ پاکش ہر کمال   لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

اُس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا اس لئے اس پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا

آفتابِ ہر زمین و ہر زماں   رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے

وہ ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے آفتاب ہے اور ہر اسود و احمر کا رہبر ہے۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول مطبوعہ ۱۸۸۰ء روحانی خزائن جلد ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا تعالیٰ سے محبت اور اُس کی عبادت

سیرت رسول ؐ کا ایک پہلو - حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... کے الفاظ میں -

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... دیباچہ تفسیر القرآن میں بیان فرماتے ہیں:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی عشق الٰہی میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے باوجود بہت بڑی جماعتی ذمہ داری کے دن اور رات آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے - نصف رات گذرنے پر آپ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک عبادت کرتے چلے جاتے - یہاں تک کہ بعض دفعہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے اور آپ کے دیکھنے والوں کو آپ کی حالت پر رحم آتا تھا - حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں ایک دفعہ میں نے ایسے ہی موقعہ پر کہا یا رسول اللہ آپ تو خدا تعالیٰ کے پہلے ہی مقرب ہیں آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف کیوں دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے عائشہ! اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا - جب یہ بات سچی ہے کہ خدا تعالیٰ کا میں مقرب ہوں اور خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کر کے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا ہے تو کیا میرا یہ فرض نہیں کہ جتنا ہو سکے میں اس کا شکریہ ادا کروں ......

...... باوجود مکہ کے لوگوں کے شدید ظلموں کے آپ نے مکہ اس وقت تک نہ چھوڑا - جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی نازل نہ ہوئی اور وحی کے ذریعہ سے آپ کو مکہ چھوڑنے کا حکم نہ دیا گیا - اہل مکہ کے ظلموں کی شدت کو دیکھ کر آپ نے جب صحابہ ؓ کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دی - اور انہوں نے آپ سے خواہش ظاہر کی کہ آپ بھی ان کے ساتھ چلیں - تو آپ نے فرمایا مجھے ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن نہیں ملا - ظلم اور تکلیف کے وقت جب لوگ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اپنے ارد گرد اکٹھا کر لیتے ہیں آپ نے اپنی جماعت کو حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے جانے کی ہدایت کی اور خود اکیلے مکہ میں رہ گئے - اس لئے کہ آپ کے خدا نے آپ کو ابھی ہجرت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا -

خدا کا کلام آپ سنتے، تو بے اختیار ہو کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے - خصوصاً وہ آیات جن میں آپ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے - چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن شریف کی کچھ آیات مجھے پڑھ کر سناؤ - میں نے اس کے جواب میں کہا - یا رسول اللہ! قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے میں آپ کو کیا سناؤں؟ آپ نے فرمایا - میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے لوگوں سے بھی قرآن پڑھوا کر سنوں - اِس پر میں نے سورہ نساء پڑھ کر سنانی شروع کی - جب پڑھتے پڑھتے میں اس آیت پر پہنچا، کہ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا - یعنی اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم میں سے اس کے نبی کو اس کی قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس قوم کا حساب لیں گے اور تجھ کو بھی تیری قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس کا حساب لیں گے - تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بس کرو۔ بس کرو'' میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ کر کے آنسو بہ رہے تھے۔

نماز کی پابندی کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ سخت بیماری کی حالت میں جب کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے گھر میں نماز پڑھ لینے اور لیٹ کر پڑھ لینے تک کی بھی اجازت ہوتی ہے آپ سہارا لے کر مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے آتے ایک دن آپ نماز کے لئے نہ آسکے تو حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔ لیکن اتنے میں طبیعت میں کچھ سہولت معلوم ہوئی تو فوراً دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف چل پڑے مگر کمزوری کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے چلے جاتے تھے۔ دنیا میں خوشنودی اور توجہ دلانے کے لئے تالیاں پیٹی جاتی ہیں عربوں میں بھی یہی رواج تھا مگر آپ کو خدا تعالیٰ کی یاد اور اُس کا ذکر اتنا پسند تھا کہ اس غرض کے لئے بھی ذکر الٰہی ہی استعمال کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ نماز پڑھا دیں۔ اتنے میں آپ کام سے فارغ ہو گئے اور فوراً مسجد کی طرف چل پڑے۔ جب آپ مسجد میں پہنچے تو ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں آ گئے ہیں تو بیتاب ہو کر نماز پڑھنے والوں نے تالیاں پیٹنی شروع کر دیں۔ جس سے ایک طرف تو یہ بتانا مقصود تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ان کے دل بے انتہاء خوش ہو گئے ہیں اور دوسری طرف ابوبکرؓ کو توجہ دلانا مطلوب تھا کہ اب آپ کی امامت ختم ہوئی۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے امام کی جگہ چھوڑ دی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر! جب میں نے تم کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا تو تم پیچھے کیوں ہٹ گئے۔ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ، اللہ کے رسول کی موجودگی میں ابو قحافہ کا بیٹا کیا حیثیت رکھتا تھا کہ نماز پڑھائے۔ پھر آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ تالیاں پیٹنے سے تمہاری کیا غرض تھی۔ خدا کے ذکر کے وقت میں تالیوں کا پیٹنا تو نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ جب نماز کے وقت کوئی ایسی بات ہو کہ اس کی طرف توجہ پھرانی ضروری ہو، تو بجائے تالیاں پیٹنے کے خدا کا نام بلند آواز سے لیا کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو خود بخود دوسروں کی توجہ اس واقعہ کی طرف پھر جائے گی۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ تکلف کی عبادت بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ گھر میں گئے تو آپ نے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ رسی کیوں بندھی ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت زینب کی رسی ہے جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اسی رسی کو پکڑ کر سہارا لے لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہیں کرنا چاہئیے یہ رسی کھول دو۔ ہر شخص کو چاہئیے کہ اتنی دیر عبادت کیا کرے جب تک اس کے دل میں بشاشت رہے۔ جب وہ تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ اس قسم کی تکلف والی عبادت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

شرک سے آپ کو اس قدر نفرت تھی کہ وفات کے وقت...... آپ کبھی دائیں کروٹ لیٹتے اور کبھی بائیں کروٹ لیٹتے اور یہ فرماتے جاتے خدا ان یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ہے یعنی وہ نبیوں

کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں اور ان سے دعائیں کرتے ہیں آپ کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم اگر میرے بعد ایسا ہی فعل کرے گی تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ میری دعاؤں کی مستحق ہوگی بلکہ میں اس سے کلی طور پر بیزار ہوں گا- خدا تعالیٰ کے لئے آپ کی غیرت کا ذکر آپ کی زندگی کے تاریخی واقعات میں آچکا ہے- جب مکہ کے لوگوں نے آپ کے سامنے ہر قسم کی رشوتیں پیش کیں تا آپ بتوں کی تردید کرنا چھوڑ دیں- اور آپ کے چچا ابو طالب نے بھی اس امر کی سفارش کی اور کہا کہ اگر تم نے اتنی بات بھی نہ مانی تو میری قوم اگر میں نے تمہارا ساتھ نہ چھوڑا تو مجھے بھی چھوڑ دے گی- تو آپ نے فرمایا اے چچا! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو بائیں لا کر کھڑا کر دیں تب بھی خدائے واحد کی توحید کو پھیلانے سے نہیں رُک سکتا- اسی طرح اُحد کے موقعہ پر جب مسلمان زخمی اور پراگندہ حالت میں ایک پہاڑی کے نیچے کھڑے تھے اور دشمن اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ اس خوشی میں نعرے لگا رہا تھا کہ ہم نے مسلمانوں کی طاقت کو توڑ دیا ہے- جب ابوسفیان نے کہا اُعْلُ هُبَل - اُعْلُ هُبَل - یعنی ہُبَل کی شان بلند ہو...... تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو...... حکم دیا کہ جواب دو اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ - اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ - اللہ ہی سب سے بلند اور جلال والا ہے- اللہ ہی غلبہ اور جلال رکھتا ہے- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے لئے جو غیرت تھی اُس کی ایک اور عظیم الشان مثال بھی آپ کی زندگی میں ملتی ہے- اسلام سے پہلے عام طور پر مختلف مذاہب میں یہ خیال پایا جاتا تھا کہ انبیاء کی خوشی اور غم پر زمین اور آسمان میں تغیر ظاہر ہوتے ہیں اور اجرام فلکی ان کے قبضے میں ہوتے ہیں- چنانچہ کسی نبی کے متعلق یہ آتا تھا کہ اُس نے سورج کو کہا ٹھہر جا اور وہ ٹھہر گیا- کسی کے متعلق یہ آتا تھا کہ اس نے چاند کی گردش کو روک دیا- اور کسی کے متعلق آتا تھا کہ اس نے پانی کے بہاؤ کو بند کر دیا- مگر اسلام نے اس قسم کے خیالات کی غلطی کو ظاہر کیا اور یہ بتایا کہ درحقیقت یہ استعارے ہیں- جن سے لوگ بجائے فائدہ اٹھانے کے اُلٹا غلطیوں اور وہموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں- لیکن باوجود ان تشریحات کے کچھ لوگوں کے دلوں میں اس قسم کے خیالات کا اثر باقی رہ گیا تھا- جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر میں آپ کے اکلوتے صاحبزادے اڑھائی سال کی عمر میں فوت ہوئے تو اتفاقاً اُس دن سورج کو بھی گرہن لگ گیا- اُس وقت چند ایسے ہی لوگوں نے مدینہ میں یہ مشہور کر دیا کہ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی وفات پر سورج تاریک ہو گیا ہے- جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ خوش نہ ہوئے آپ خاموش بھی نہ رہے- بلکہ بڑی سختی سے آپ نے اس کی تردید کی اور فرمایا- چاند اور سورج تو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کو ظاہر کرنے والی ہستیاں ہیں- ان کا کسی بڑے یا چھوٹے انسان کی موت یا زندگی کے ساتھ کیا تعلق ہے (بخاری کتاب الکسوف) جب کوئی شخص عرب کے محاورہ کے مطابق یہ کہہ دیتا کہ فلاں ستارہ کے فلاں بُرج میں ہونے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور آپ فرماتے- اے لوگو! خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو دوسروں کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو- بارشیں وغیرہ سب خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق ہوتی ہیں کسی دیوی دیوتا کی یا کسی اور روحانی طاقت کی مہربانی اور بخشش کے ساتھ نازل نہیں ہوا کرتیں- (مسلم کتاب الایمان باب بیان کفر من قال مطرنا بنوء)-''

(دیباچہ تفسیر القران صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۲)

اسوہ حسنة

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم --- انسانیت کے عظیم محسن

بنی نوع انسان سے بے انتہا محبت وشفقت کرنے والا وجود

تحریر: نصر اللہ خان ناصر ایڈیٹر

جان خود داون پئے خلق خدا در فطرتش - جاں نثار ختہ جاناں بے دلاں را غمگسار

نعرہ ہا پُردرد می زد از پئے خلقِ خدا - شُد تضرع کارِ اُو پیشِ خدا لیل و نہار

چھٹی صدی عیسوی میں دنیا پر تاریکی وظلمت چھائی ہوئی تھی ہر کہیں وحشت اور بربریت کا دور دورہ تھا اگر کہیں کوئی تہذیب وتمدن کسی مذہب کی طرف منسوب بھی تھا تو وہ بھی اخلاق وشرافت سے ناآشنا تھا- قرآن کریم نے اس زمانہ کا نقشہ یوں کھینچا ہے-

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ O" (سورہ الروم آیت: ۴۲)

یہ وہ زمانہ تھا جب نور مصطفویؐ کا ظہور جو آفتاب عالمتاب تھا- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرمایا ہے:

''وہ رسول اس وقت آیا کہ جب جنگل اور دریا میں فساد ظاہر ہو گیا یعنی تمام روئے زمین پر ظلمت اور ضلالت پھیل گئی اور کیا امی لوگ اور کیا اہلِ کتاب اور اہل علم سب کے سب بگڑ گئے اور کوئی حق پر قائم نہ رہا- یہ سب فساد اس لئے ہوا کہ لوگوں کے دلوں سے خلوص اور صدق اٹھ گیا...... اور وہ سب رُو بدنیا ہو گئے اور رُو بحق نہ رہے......'' (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۲۹-۵۳۰)

گویا خشک جنگل کے باسی یعنی مشرکین اور جن کے پاس آسمانی روشنی تھی یعنی اہل کتاب، وہ بھی انسانیت کی حدود کو پھلانگ گئے اور وہ بداعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں جکڑے گئے-

مذہبی دنیا کا نقشہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مقدس مکہ اور یثرب کی حضری آبادی مشرکوں کے علاوہ عیسائیت سے بھی متاثر تھی- سلطنت روم میں عیسائیت کو سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل تھی- ہمسایہ ملک فارس زرتشت کی ژندواوستا کا ماننے

والا تھا۔ یزداں اور اہرمن کے پجاری تھے تو کہیں آتش پرستی کا دور دورہ تھا۔ مشرق کی ایک بڑی تہذیب ویدوں پرانوں سے منسلک مظاہر قدرت اور دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کر رہی تھی۔ حضرت کرشن جی کی گیتا اور حضرت بدھ کی تعلیم اپنی اصلیت کھو چکی تھی۔ چین میں کنفیوشس ازم کا غلغلہ تھا جب کہ باقی معلوم دنیا اصنام پرست اور ظلمت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

نبوت محمدیہ کی عالمگیریت: جن مذاہب کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تعلیمات زمانی یا علاقائی اور نسلی مقاصد تو پورا کرتی رہیں مگر ان میں جامعیت اور عالمگیریت کی خوبی نہ تھی۔ اور نہ ان میں سے کسی بھی مذہب نے ایسا دعویٰ تھا۔ یہود خدا کی ذات کو ''خداوند بنی اسرائیل کا خدا'' (ا۔تواریخ۔زبور) کہہ رہے تھے۔ عیسائیت بھی بنی اسرائیل تک محدود تھی اور یسوع مسیح کا یہ پیغام تھا کہ ''میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔'' (متی:۱۵:۲۱-۲۵) ہندو ازم کی تنگ نظری غیر قوموں کو ملیچھ اور ناپاک قرار دے رہی تھی۔ کنفیوشس ازم بدھ ازم اور زرتشتی بھی مختص القوم تھے انہوں نے کبھی دوسری دنیا کو مخاطب نہ کیا۔

آخری زمانہ کے اس مقدس نور سے صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہی دین تمام بنی نوع انسان کے لئے تھا۔ جس کے عالمگیر ہونے کا اعلان ہوا۔ ہمارے سید و مولیٰ نے دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا'' (سورۃ الاعراف آیت:)

کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول ہوں

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمت دو عالم قرار دیا۔ قرآن کریم نے اعلان فرمایا:۔

''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ۔ (سورۃ سبا آیت ۲۹)

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔'' (سورۃ الانبیاء آیت:۱۰۸)

اس طرح نبوت محمدیہ کی تعلیمات اور اس کا فیضان، اس کی عالمگیریت کے رنگ میں تمام بنی نوع انسان کے لئے انتہائی محبت اور شفقت کو پیش کر رہی تھی۔ رحمت دو عالم ﷺ تمام بنی نوع انسان کے لئے کَـــآفَّۃً کی حیثیت رکھتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں نوع انسان میں سے کوئی ایک فرد بھی باہر نہ رہا جو آپ کی محبت و رحمت کا مورد نہ ٹھہرا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی بیان کی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

''......کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً'' (بخاری)

یعنی گذشتہ نبی صرف خاص خاص قوموں کی طرف یا خاص زمانہ کے لئے آئے تھے جب کہ میں ساری قوموں اور سارے زمانوں کے واسطے مبعوث کیا گیا ہوں۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں :-

"بُعِثْتُ اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ" (مسند احمد بن حنبل جلد ۴)

کہ میں ہر اسود اور احمر کی طرف بھیجا گیا ہوں- یعنی میں تمام اقوام عالم کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں-

آنحضرت ﷺ کی یہ محبت و ہمدردی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عالمین کی مانند ہے- جس طرح رب العالمین کے سایہ شفقت تلے تمام نوع انسان ہیں اسی طرح رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن کہ جو تمام دنیا پر محیط ہیں- حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ نے آپ کے اس مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا-

آفتاب ہر زمین و ہر زماں رہبرے ہر اسود و ہر احمرے

کہ وہ ہر علاقہ برّ و بحر کا اور ہر زمانہ کا سورج تھا وہ کالوں اور گوروں سب کا رہبر و رہنما تھا-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام چشمہ معرفت میں فرماتے ہیں :-

''......قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت ﷺ صرف قریش کے لئے بھیجے گئے ہیں- بلکہ لکھا ہے کہ وہ تمام دنیا کے لئے بھیجے گئے ہیں- جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً-" (الاعراف: ۱۵۹)

یعنی لوگوں کو کہہ دے کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں نہ صرف ایک قوم کے لئے- اور پھر دوسری جگہ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کرنے کے لئے تجھے نہیں بھیجا بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جائے پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت ﷺ تمام دنیا کے لئے رسول ہیں اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہیں- اور آپ کی ہمدردی تمام دنیا سے ہے- نہ کسی خاص قوم سے......''

(چشمہ معرفت- روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۷-۳۸۸)

آنحضرت ﷺ کی کامل اور دائمی تعلیم: آنحضرت ﷺ کے وجود رحمت ہونے کا یہ بھی ایک روشن ثبوت ہے- کہ آپ بنی نوع انسان کے لئے کامل اور اتمام نعمت والی دائمی تعلیم لے کر آئے چنانچہ آپؐ کی وفات سے چند ماہ قبل وحی الٰہی ہوئی:

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً"

(سورۃ المائدہ: ۴)

کہ اے لوگو! میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اتمامِ نعمت کے بعد تمام نعمتوں کے دروازے کھول دئے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو اس کے علاوہ کسی اور دین کو پسند کرے گا اس سے وہ دین قبول نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح آپ اس حقیقت کو ایک اور رنگ میں بھی بیان فرماتے ہیں کہ:

"اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" (بخاری و مسلم)

یعنی میں اور قیامت اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ ہیں جس طرح میری یہ دو انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ میرا زمانہ شریعت قیامت تک چلے گا۔ یعنی میری شریعت دنیا کے آخر تک موجب رحمت بنی رہے گی۔

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ تمام مذاہب عالم میں فقط دین محمد ﷺ ہے۔ کہ جس میں عبادات، اخلاقیات، اقتصادیات، تہذیب وتمدن اور طرز معاشرت، سیاسیات اور بین الاقوامی تعلقات اور سب سے بڑھ کر اپنے خالق حقیقی سے محبت کا تعلق ہر لحاظ سے جامع اور کامل اور حکمت کے سنہری اصولوں پر مبنی ہیں۔ کوئی رخنہ نہیں اور نہ ہی ریب واضطراب کی گنجائش ہے۔ اس طرح اس مقدس شریعت میں بنی نوع انسان کے تمام مسائل کا حل موجود ہے زمانی لحاظ سے بھی اور مکانی طور پر بھی۔ حامل شریعت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی مخلوق خدا سے انتہا درجہ کی محبت وشفقت آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن اور تابندہ تر ہے۔

آزادی ضمیر کا عظیم علمبردار: بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جامع جمیع کمالات اور اعلیٰ واصفیٰ وجود ہیں۔ جن حالات اور مصائب ومشکلات سے آپ کو گزرنا پڑا ان میں آپ کی ثابت قدمی، استقلال اور جرات وبہادری نہایت اعلیٰ مثال ہے۔ رب کریم نے وہ تمام حسن و جمال اس درِیتیم کو عطا کر دیا تھا۔ اور جو اور کسی کو نہ دیا گیا تھا۔ جس سے وہ "اَلْاِنْسَان" یعنی انسان کامل کہلایا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل ہیں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے

سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔ ....‘‘

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۶۰-۱۶۱)

یہ وہ حسین وجود تھا جس کی لائی ہوئی تعلیمات بھی نہایت اعلیٰ درجہ کے حُسن و حکمت پر مبنی تھی اور وہ نادان جو یہ کہتے ہیں اسلام جبر سے پھیلا ہے۔ اور کفار کی بدی اور شرارت کا زنگ تلوار سے دور ہوا وہ اندھے ہیں انہوں نے اس حُسن کی جذب و کشش کا انکار کیا ہے۔ معمولی ذہن و عقل رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ حُسن کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کسی جبر کی ضرورت نہیں بلکہ حسن بذات خود اپنے اندر خاص کشش رکھتا ہے۔ قرآن کریم اور حضرت رسول اکرمؐ میں یہ حسن اعلیٰ و اکمل طور پر موجود تھا اور آپ کی تمام تعلیمات اس حُسن سے مزین تھیں۔ قرآن کریم نے کسی کی حریت فکر و ضمیر پر پہرے نہیں بٹھائے اور نہ کسی عقیدہ کو زبردستی ٹھونسا چنانچہ اس بارہ میں مندرجہ ذیل قرآنی تعلیمات مد نظر رہنی چاہئیں۔

(۱) قرآن کریم نے آزادی عقیدہ و ضمیر کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

وَمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا۔

(سورۃ الکھف آیت ۱۴۶)

یعنی مراد یہ ہے کہ جو شخص چاہے ایمان لے آئے اور جو شخص چاہے انکار کر دے۔ ہاں جو لوگ انکار کرتے ہوئے ظالم بنیں گے ان کے لئے آگ کا عذاب مقدر ہے۔

(۲) پھر دین کے اختیار کرنے کے بارہ میں جبر و اکراہ کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

”لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ۔ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔“ (البقرہ:۲۵۷)

یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ ہدایت اور گمراہی کھلی کھلی چیزیں ہیں اسی طرح ”لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِىَ دِيْنِ“ (سورۃ الکفرون آیت:۷) کی آیت کریمہ نے مذہب اختیار کرنے میں مکمل آزادی کا اعلان کر دیا۔

(۳) قرآن کریم نے دینِ حق کے قبول کرنے کو انسان کے لئے موجب منفعت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ۔ (سورۃ یونس آیت: ۱۰۹)

اے رسول تو کہہ دے کہ اے لوگو! تمہارے پاس حق آ گیا یعنی کامل صداقت تمہارے سامنے پیش کر دی گئی ہے پس جو کوئی اس کی دی ہوئی ہدایت کو اختیار کرے گا تو یہ فائدہ صرف اس کی جان کو ہوگا اور جو اس راہِ حق سے بھٹک جائے گا تو اس سے بھٹکنا اس کی اپنی جان کے لئے وبال ہوگا اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ ہدایت و

صداقت کو قبول کرنے سے تم نے خود اپنے لئے بھلائی کا سامان پیدا کرنا ہے یا اپنے لئے خدا کے قہر کا سامان پیدا کرنا ہے- یہ تنگ نظر مولویوں کے خیالات ہیں اور قرآن فہمی نہ ہونے باعث ایسی سوچ پیدا ہوئی ہے کہ جبراً کسی کو دین پر لایا اور رکھا جا سکتا ہے-

(۴) سورۃ البقرہ کی آیت: ۱۱۰ میں بیان کیا گیا ہے کہ ''اہلِ کتاب میں سے بہت سے لوگ کہ حق ان پر کھل چکا ہے- وہ اس حسد کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں پیدا ہوا ہے چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں پھر لوٹا دیں پس تم اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو نازل فرمائے فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا تم انہیں معاف کرو اور ان سے درگزر کرو اللہ تعالیٰ ہر امر پر پورا پورا اقتدار رہے یعنی وہ حالات کو بدل دے گا-

خدا تعالیٰ کی طرف سے اہل توحید کو دین کے دفاع کے لئے تلواریں بے نیام کرنے کا حکم تو اس وقت ملا جب دین کو نیست و نابود کرنے کے لئے طاقت کا استعمال کیا گیا- اس کی وجہ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا (سورۃ الحج آیت: ۴۰) تھی کہ وہ انتہاء درجہ کے مظلوم تھے اور ان کی آزادی عقیدہ وضمیر کو کچلا جا رہا تھا-

(۵) دین کے اختیار یا نہ اختیار کرنے کے بارہ میں انسان کے آخری سانس تک اس پر کوئی تعزیر و تعذیب نہیں بلکہ قرآن کریم نے واضح طور پر بتا دیا کہ دین سے انکار وارتداد کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ''فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ-'' (سورۃ البقرہ: ۲۱۸) کہ ایسے لوگوں کے اعمال اسی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اکارت جائیں گے-

(۶) قرآن کریم نے حق وصداقت کو قبول کرنے یا انکار کرنے کی مکمل رخصت دی ہے- چنانچہ سورۃ النساء میں ہے-

''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا-'' (النساء آیت: ۱۳۸)

اور جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے انکار کر دیا، پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا، پھر کفر میں اور بھی بڑھ گئے، اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا اور نہ انہیں کوئی نجات کا راستہ دکھائے گا-

یہاں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ہر انسان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے دین میں داخل ہو- دین میں داخل ہونے کا ہر دروازہ ہر انسان کے لئے کھلا ہے یہاں پر یہ اعلان بھی کیا گیا ہے کہ ہر انسان کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ دین میں داخل ہونے کے جتنے دروازے ہیں ان میں سے جس دروازے میں سے چاہے باہر نکل جائے تو جس طرح دین کے اندر آنے کی راہیں ان کے لئے کھلی تھیں اسی طرح دین سے باہر جانے کے دروازے بھی اُس کے لئے کھلے ہیں- پھر جب وہ باہر چلا گیا تو کیا وہ توبہ کرے، اور واپس آ جائے؟ تو ثُمَّ اٰمَنُوْا- میں یہ دروازہ کھلا رکھا گیا ہے- اپنی زندگی کے اندر رہی اس کو خدا تعالیٰ موقع دیتا ہے کہ وہ دوبارہ ایمان لے آئے- دوسری دفعہ بھی- کوئی روک نہیں اگر وہ چاہے، کیونکہ کوئی

جبر نہیں ہے - آزادی ضمیر بھی ہے اور آزادی عقیدہ بھی ہے - پھر وہ کفر کرتا ہے اور پھر اس کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی - ان لوگوں کی مغفرت نہیں ہوگی اور ان لوگوں کو راہ نجات نہیں ملے گی -

پھر سورہ آلِ عمران میں ہے :-

"اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الضَّآلُّوْنَ -" (آیت : ۹۱) کہ جو لوگ ایمان لانے کے بعد اپنی مرضی سے ارتداد کی راہوں کو اختیار کریں اور کفر کریں - پھر توبہ کی توفیق نہ پائیں اور اپنے کفر میں بڑھتے چلے جائیں اور ان کا خاتمہ بالخیر نہ ہو بلکہ کفر پر ان کی طبعی موت وارد ہو - ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی - وہ گمراہ ہیں -

پھر فرمایا "اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّ لَوِافْتَدٰی بِہٖ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ -" (سورۃ آل عمران : ۹۲) اس آیت میں واضح کر دیا گیا ہے - وہ لوگ جنہوں نے کفر کی راہوں کو اختیار کیا اور کفر کی حالت میں اُن پر موت وارد ہوگئی - ان میں سے کسی سے زمین بھر کا سونا بھی جسے وہ فدیہ کے طور پر پیش کرے، ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا - ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب مقدر ہے اور وہاں ان کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا -

آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین متین کی ان تعلیمات سے واضح ہے کہ دین و مذہب یا عقیدہ کے معاملہ میں جبر و اکراہ کا طریق کسی طرح پر بھی جائز نہیں اور نہ جبر و تشدد کے نتیجہ میں سچا ایمان اور حقیقی وفاداری پیدا ہو سکتی ہے - پس آنحضرت ﷺ کے ذریعہ جو آزادی ضمیر اور حریت فکر کا اعلان کیا گیا اس میں امن و آشتی کا پیغام دیا گیا جو بلا امتیاز نوع انسان کے ساتھ محبت کا اظہار ہے - پھر جہاں تک دینِ حق کا پیغام پہنچانے کا تعلق ہے اسے بھی احسن طریق کے ذریعہ پہنچانے کی ہدایت فرمائی گئی ہے - جیسا کہ فرمایا : "وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ" (سورۃ النحل آیت : ۱۲۶) یعنی دین حق کا پیغام پہنچانے کے معاملہ میں ہمیشہ اس رستہ کو اختیار کرو جو مخاطب پر اچھا اثر پیدا کرنے کے لحاظ سے بہترین ہو -

یہ وہ عظیم امن کے شہزادہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی انتہائی شفقت اور احسان ہے جن کے اقوال و اعمال سے محبت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں - اور اسی آب حیات سے وہ قوم زندہ ہوئی ہے جو صدیوں سے مردہ تھی یہ تھا اس سچے محبِ انسانیت کا کرشمہ جس کے معجزہ احیاءِ موتیٰ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ نے فرمایا :

> ''وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا اور پھر با اخلاق انسان سے با خدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا ......'' (تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ

از: مکرم درویش احمد خان صاحب مندرانی مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ جس کی نگہت سے تمام عالم معطر ہے۔ آپ کی ذات اقدس رحمت ربانی کی پہنائیوں کی مظہر ہے۔ اپنے تو اپنے اشدترین دشمن بھی اس بات کا معترف اور گواہ ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جنگ سے قبل پانی والے چشموں پر قابض ہو گئے اس وقت دشمن وہاں سے پانی لینے آئے تو آپ نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا: ''نہ روکو، پانی لینے دو۔'' (سیرت ابن ہشام: جلد اول جزء ثانی: صفحہ ۴۵۳) اسی طرح آپ کی امت خیر امۃ ہے۔ آپؐ کے صحابہؓ نے جو صدق و وفا کے نمونے دکھلائے کسی اور نبی کو ایسی جماعت نصیب نہ ہوئی یہ بھی آپ کے افضل الانبیاء ہونے کا ثبوت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کی بدولت آپؐ کے غلاموں کے دل جیفہء دنیا سے پاک ہو گئے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان پر اسرار شاہی کھول دیئے۔ تھوڑے ہی عرصے میں دس لاکھ مربع میل پر اسلامی پرچم لہرانے لگا جس کا اعتراف مشہور مصنف کارلائل (Carlyle) نے بھی اپنی تصنیف ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ (Heroes and Hero Worship) میں کیا ہے کہ یہ سب کچھ ایمانی حرارت کی وجہ سے ہوا۔

مخالفت اور فتح عظیم: اس بزمِ ہستی میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء توحیدِ حق کا پیغام لے کر آئے۔'' (زاد المعاد: جلد اول صفحہ ۸) سب کو اِس راہ میں مخالفت و مخاصمت کا سامنا کرنا پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ جیفہ یعنی کافروں کے ہاتھوں تمام انبیاء سے زیادہ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مصائب کا ایک پہاڑ تھا جو اس علو مرتبت انسان نے طے کیا۔ ظالموں نے ہجرت مدینہ کے وقت تعاقب کیا تو مدینہ میں بھی چین کا سانس نہ لینے دیا اور مدینے والوں کو یہ دھمکی آمیز خطوط لکھے کہ ہمارے ساتھی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔'' (ابوداؤد: کتاب الخراج جلد دوم صفحہ ۶۷) اُن ظالموں نے نہ صرف دھمکی دی بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا اور تقریباً سارا عرب آپؐ کے مقابل لا کھڑا کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتحِ عظیم نصیب ہوئی اور دشمن کو ذلت و رسوائی ہی ملی۔

معجزانہ غلبہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء سے بڑھے ہوئے ہیں۔ یہ معجزہ کیا کم ہے کہ باوجود بے کسی اور بے سروسامانی کے آپؐ تمام لوگوں پر غالب آ گئے اور ملکِ عرب کا بادیہ نشین امی (فداہ ابی و امی۔ صلی اللہ علیہ وسلم) جب اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرماتے ہیں تو ایک لاکھ چوبیس ہزار روحیں آپ کی انگلی کے ایک اشارے پر اپنی گردنیں کٹانے کی منتظر نظر آتی ہیں۔ یہ سب آپ کی قوتِ قدسیہ کا فیضان ہے۔ یہی تو مُردوں کو زندہ کرنا ہے۔ علامہ بوصیری کیا خوب کہتے ہیں: ؎

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلَ الْكِرَامَ بِهَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

کہ جس قدر معجزات رسولوں سے صادر ہوئے وہ تمام آپؐ ہی کے نور سے انہیں حاصل ہوئے۔ آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند دوٹکڑے ہوگیا۔ کنکروں کی ایک مٹھی سے دشمن میں بھگدڑ مچ گئی۔ چند آدمیوں کا کھانا ہزار آدمیوں نے کھا لیا غرض یہ بڑا وسیع مضمون ہے۔ (بخاری: جلد دوم)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں ہیں جو تمام انبیاء سے بڑھی ہوئی ہیں اور آج تک پوری ہو رہی ہیں مثلاً قرآن کریم میں فرعونِ موسیٰؑ کے بارے میں بتایا گیا کہ اس کا جسم خاکی غرقابی کے بعد محفوظ کر دیا گیا (سورۃ یونس) چنانچہ تیرہ سو سال بعد فرعون رعمسیس دوم اور منفتاح دوم کی ممیاں حنوط شدہ حالت میں مصر کے اہرام میں سے ملیں اور دنیا نے اس کا عینی مشاہدہ کرلیا جو قاہرہ کے عجائب گھر میں قرآنی صداقت کا نشان بنیں۔ (اردو۔ دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۷: طبع اول: زیر لفظ فرعون)

ہادی کامل کا مقام: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی کتاب قرآن کریم وہ کامل کتاب ہے کہ جو اگر احکام شریعت عطا کرتی ہے تو ساتھ ہی ان کی فلاسفی بھی بیان کرتی ہے اور جہاں آپؐ پر کامل وحی اتری وہاں آپؐ کے اعمال اس کی کامل تفسیر کرتے نظر آتے ہیں اور جس طرح آپؐ کی سیرت آج تک محفوظ ہے کہ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو ضبطِ تحریر میں آنے سے رہ گیا ہو۔ یہ بات بھی آپؐ کے افضل الانبیاء ہونے کا ثبوت ہے۔ آپؐ نے آکر تمام ہادیوں کی عزت قائم کی۔ یہ آنحضرت کا مقام ہی تو ہے کہ معراج کی رات آپؐ حضرت موسیٰؑ سے آگے نکل جاتے ہیں تو رشک سے وہ رو پڑتے ہیں کہ ایک نوجوان مجھ سے زمانی لحاظ سے بعد میں آیا اور مجھ سے آگے نکل گیا اور اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے'' (بخاری کتاب بدءِ الخلق: جلد اول صفحہ ۴۵۶: قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

بھیج درود اُس مُحسن پر تُو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

''نصاب امتحان سہ ماہی دوم ۲۰۰۲ء''

ترجمہ قرآن کریم: پارہ نمبر ۲۵ نصف اول

کتاب: ''الوصیت'' از حضرت مسیح موعودؑ

کتاب: ''تحفۃ الملوک'' از حضرت مصلح موعود......

(عبدالخالق خالد۔ قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ)

نعت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

تجھ پہ قربان مری جان رسولِ عربیؐ
کیا ہی اونچی ہے تری شان رسولِ عربیؐ

تجھ سا پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا کوئی!
تیری یکتائی پہ قربان رسولِ عربیؐ

دور سے دیکھا جسے چشمِ کلیم اللہ نے
تو ہے وہ جلوۂ فاران رسولِ عربیؐ

ذاتِ واجب کے سوا فوق ترے کچھ بھی نہیں
غایتِ عالمِ امکان رسولِ عربیؐ

تیرے ہی جام سے ملتی ہے حیاتِ دائم
ساقی کوثرِ عرفان رسولِ عربیؐ

تیری آمد سے ہوا رحمتِ باری کا نزول
تُو ہے وہ بندۂ رحمان رسولِ عربیؐ

تیرے ہی فیض سے موقوف ہوا وادِ بنات
محسنِ طبقہ نسواں رسولِ عربیؐ

یہ بھی اعجاز ہے تیرا کہ شتربانِ عرب
ہو گیا شاہِ جہاں بان رسولِ عربیؐ

مولانا ظفر محمد ظفر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دعا کے بارہ میں چند اہم ارشادات.

از: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''......انسان ضعیف اور کمزور بنایا گیا ہے پھر باوجود اس کی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے عالی درجہ اور ارفع مقام کے حاصل کرنے کا دعویٰ کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اس لئے دعا کی بہت ضرورت ہے۔'' (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء)

''دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار الہامات کے ذریعہ فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کر کے رکھ دیتا ہے..........دعا سے بڑھ کر اور کوئی ہتھیار نہیں'' (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ ۵۱۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء اور جانشینوں نے بھی اپنے اپنے رنگ میں دعا کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔ زیر نظر مضمون میں دعا کے بارہ میں قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نافلہ موعود حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض اہم ارشادات ہدیہ قارئین کئے جارہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ایک ابتدائی اعلان: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ۸ نومبر ۱۹۶۵ء میں مسند امامت پر متمکن ہوئے تو پہلے جلسہ سالانہ پر یہ اعلان فرمایا:

''میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔

میں نے آپ کی تسکینِ قلب کے لئے آپ کے بار ہلکا کرنے کے لئے آپ کی پریشانیوں کے دُور کرنے کے لئے اپنے ربِّ رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پورا یقین ہے اور بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا'' (افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۵ء)

رحمتوں کے حصول کے دروازے: آپ نے ۱۹۷۵ء کے جلسہ سالانہ پر فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے قرآن عظیم میں اپنی رحمتوں کے حصول کے لئے بے شمار دروازے کھولے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضلوں

کے دینے میں بخیل نہیں ہے۔ یہ ہم ہیں جو اپنی جھولیوں کو سمیٹ لیتے اور اپنی مٹھیوں کو بند کر لیتے ہیں اور اس کے سامنے اپنے ہاتھوں کو نہیں پھیلاتے ......''

(خطاب جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء)

شرائط دعا: مجلس شوریٰ ۱۹۶۸ء کے موقع پر فرمایا:

''دعا کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو کلیۃً فنا کر دے اور یہ سمجھے کہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں ورنہ شرک کا ایک حصہ نفس کے اندر باقی رہتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہم خالصتاً اپنے آپ کو تہی دست سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو کلیۃً جاہل سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ کو کلیۃً بے طاقت اور ناتواں سمجھتے ہوئے جھکیں تو وہ قادر و توانا خدا! وہ علام الغیوب خدا ہمیں علم بھی سکھائے گا۔ ہمیں طاقت بھی بخشے گا.......''

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۶۸)

ہر لحظہ دعا کی ضرورت: دعا کے بارہ میں آپ کے ایک ارشاد سے دعا کا مضمون خوب روشن ہوتا ہے۔ فرمایا:

''دعا کے بغیر تو ہماری زندگی کوئی نہیں۔ دعا کے بغیر تو ہم خدا کے پیار کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ (الفرقان:۷۸) اللہ جو غنی ذات ہے اس کو ہماری پرواہی کیا ہے۔ دعا ہی وہ ایک جذبہ ہے دل میں اس کے قریب جانے کا۔ جو اس کی محبت میں ایک حرکت پیدا کرتا ہے اور چونکہ ہم غریبوں کی، عاجزوں کی حرکت بھی بڑی عاجزانہ ہوتی ہے ہم آہستگی کے ساتھ اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ تمام قدرتوں کا مالک ہے جب کسی حرکت کی طرف وہ رجوع کرتا ہے تو ان قدرتوں کے ساتھ بڑی تیزی کے ساتھ وہ آگے بڑھتا ہے۔''

دعا کے اس مقام سے کبھی نہ ہٹیں: ''خدا کرے کہ ایسا ہو اور خدا کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں خدا کرے کہ ہم اپنی ناطاقتی اور عاجزی کو پہچاننے والے ہوں۔ خدا کرے کہ شرک کا کوئی اثر بھی ہمارے دلوں اور ہمارے دماغوں اور روح میں باقی نہ رہے۔ خدا کرے کہ ہمارے ذرّہ ذرّہ میں اور ہماری روح میں اور ہمارے اخلاق کے ہر پہلو میں خدا کی توحید ہی جلوہ گر ہو اور موجزن رہے۔ خدا کرے کہ دعا کے اس مقام سے ہم کبھی نہ ہٹیں تا کہ شیطان کا کوئی وار کبھی، ہم پر کامیاب نہ ہو سکے۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۷۶ تا ۲۸۰).

تدبیر بھی دعا ہے: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ.........تدبیر بھی دعا ہے۔ میری ایک تدبیر ہے کہ میں اپنے خیالات کا اپنے دوستوں کے سامنے اس رنگ میں اظہار کروں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں یہ ایک تدبیر ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں میں اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو اس نیت کے ساتھ تدبیر کرتا ہے وہ بھی دعا ہے۔ آپ نے فرمایا دعا تدبیر ہے اور تدبیر دعا ہے............

دعا کو اپنی عادت بناؤ: ''پس دعا کو اپنی عادت بناؤ۔ دعا کو اپنی غذا بناؤ۔ دعا کو اپنا لباس بناؤ۔ دعا کو اپنی ہوا بناؤ۔ دعا ہی کو اپنی نیند بناؤ۔ ہر چیز دعا کو بناؤ اور دعا کے ذریعہ سے اپنے رب کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔''

آپ کی نوع انسانی کے لئے دعائیں: ''اللہ تعالیٰ نوع انسان کی خوش حالی کے سامان پیدا کرے اللہ تعالیٰ نوعِ انسان کے لئے روحانی، اخلاقی، ذہنی اور جسمانی طور پر حقیقی لذت اور سرور کے سامان پیدا کرے۔ نوعِ انسان کے دلوں میں جو ایک دوسرے کے خلاف بغض وعناد پیدا ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دُور کرنے کے سامان پیدا کرے۔''

(خطاب ۲۶ دسمبر ۱۹۷۴ء)

وطنِ عزیز کے لئے دعا: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔''پاکستان کی حفاظت کے لئے بھی دوست ضرور دعائیں کریں......'' (خطاب ۲۱ دسمبر ۱۹۶۵)

''دعاؤں کے ذریعہ ملک کی خوشحالی کے سامان پیدا کرنا اس کی بڑی ذمہ داری بڑی حد تک جماعت احمدیہ پر عائد ہوتی ہے اس لئے وہ تلخی جو مادرِ وطن کے بعض ناسمجھ سوتیلے رشتوں کی طرف سے ہماری زندگی میں پیدا ہوئی وہ ہمیں دعاؤں سے روک نہیں سکتی'' (خطاب ۲۶ دسمبر ۱۹۷۴ء)

''اے خدا! اس ملک میں استحکام پیدا کر۔ اس ملک کو مضبوط بنا۔ اس ملک میں بسنے والوں کے لئے اپنی رحمتوں کے سامان پیدا کر۔ اپنے فضلوں سے انہیں نواز۔ ان کے اعمال کو ایسا بنا جو تیرے حضور مقبول ہوسکیں اور تیری رضا کو اور تیرے پیار کو حاصل کرسکیں'' (خطاب ۲۶ دسمبر ۱۹۷۹)

''(دینِ حق)...... نے دعا کے لئے کسی جگہ یا وقت کی تعیین نہیں کی۔ انسان ہر وقت اور ہر جگہ دعا کرسکتا ہے۔ بعض چھوٹے چھوٹے استثناء ہیں جو اس قابل بھی نہیں کہ ان کا ذکر کیا جائے بہر حال ہر وقت دعائیں کریں۔ دل میں دعا کریں دوسروں کو دعائیں دیں ہمارے (مربیان) جو باہر گئے ہوئے ہیں ان کے لئے دعائیں کریں۔ اصل میں تو اگر احمدیت کی طرف ہونے والا ہر نفس خدا کی نگاہ میں پاک اور مطہر بن جائے تو پھر ہمیں اور کیا چاہیئے۔ ہمیں تو خدا کا پیار چاہیئے۔

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کو خدا تعالیٰ کا پیار حاصل ہو جائے فرشتے ہر ایک پر خدا تعالیٰ کی رحمتیں لے کر نازل ہوں۔ ہمارے بچوں پر بھی اور ہمارے بڑوں پر بھی ہمارے مردوں پر بھی اور ہماری عورتوں پر بھی خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں...... اللہ تعالیٰ شیطانی وساوس سے ہمیں محفوظ رکھے اور نواہی سے بچنے کی ہمیں توفیق دے اور اوامر پر عمل کرنے کی ہمیں طاقت عطا فرمائے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کا ہمیں وارث بنائے اللّٰھم آمین۔'' (خطاب ۲۶ دسمبر ۱۹۷۷)

واقفینِ نَو کی تعلیم کا پروگرام

مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب انچارج شعبہ وقفِ نَو مرکزیہ لندن

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات وخطابات میں واقفینِ نو کی تعلیم کے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایات ارشاد فرمائی ہیں اوران کی دینی اور دنیوی تعلیم کی طرف بہت توجہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ کی ان ہدایات کی روشنی میں واقفینِ نَو کی تعلیم کے سلسلہ میں بعض امور پیش کئے جا رہے ہیں :-

قرآن کریم کی تعلیم : سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ابتداء ہی سے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہیئے۔ واقفین کو قرآن خوانی سکھلائیں اور ساتھ ساتھ قرآن کے مطالب بھی سکھلائیں۔ فرمایا:

"قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اوران کی آواز میں ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے درست ادائیگی کرتے ہیں۔ لیکن محض پُرکشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی۔ ایسے قاری اگر قران کریم کے معنی نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کا بُت تو بنا سکتے ہیں، تلاوت کے زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں، ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل روح ہے تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین زندگی ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہیئے۔ خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ، مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے تحت ایسی ویڈیو کیسٹس تیار کی جا چکی ہیں جن کی مدد سے تجوید کے لحاظ سے درست تلاوت سیکھنی اور سکھانی بہت آسان ہے۔ یہ ویڈیو کیسٹس ہر ملک کے مرکزی مشن ہاؤس سے دستیاب ہونی چاہئیں اس کے علاوہ لنڈن مشن ہاؤس اور ربوہ سے بھی دستیاب ہیں۔ والدین کو چاہیئے کہ ان سے استفادہ کریں اور خود بھی سیکھیں اور اپنے بچوں کو بھی سکھلائیں۔ اگر والدین کو اس میں مشکل پیش آ رہی ہو تو اپنی جماعت کے سیکرٹری وقفِ نو یا صدر صاحب سے رابطہ کر کے معلوم کریں کہ ان کی جماعت میں کون ان کی مدد کر سکتا ہے۔ جو بھی صورت ہو اس امر کو یقینی

بنائیں کہ ان کے بچے بہر حال درست تجوید کے ساتھ تلاوت کر سکیں اور عمر کے مطابق ترجمہ بھی سیکھیں۔ ہر سطح کے سیکرٹریان وقفِ نو کو چاہئے کہ وہ اس کی طرف خصوصی توجہ دیں اور اسے اپنے فرائض کا ایک اہم حصہ بنائیں اور اپنی مساعی کی رپورٹ مرکز کو بھجواتے رہیں۔

اس کے علاوہ قرآن کریم کے علوم کا ایک بہت قیمتی خزانہ سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف وقتوں میں دیئے گئے درس القرآن ہیں جو ویڈیو پر ریکارڈ ہو چکے ہیں۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان درسوں کو اکٹھا کریں اور اپنی جماعتوں میں ویڈیو لائبریری قائم کریں تا کہ والدین اور واقفینِ نو بچے بچیاں ان سے استفادہ کر سکیں۔

دینی و دنیوی تعلیم میں وسعت: سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین کی دینی و دنیوی تعلیم میں وسعت پیدا کرنے کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ دینی تعلیم میں وسعت پیدا کرنے کا ایک طریق یہ ہے کہ مرکزی اخبارات و رسائل کا مطالعہ کیا جائے۔ کئی ممالک میں جماعت/ ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام مقامی زبانوں میں اخبار/ رسائل/ بلیٹن وغیرہ جاری ہیں۔ واقفینِ نو کو ان کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی جانی چاہئے۔ اور اگر ممکن ہو تو ان میں واقفینِ نو کے لئے خصوصیت سے ان کی عمر اور معیار اور ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے دلچسپ مضامین شائع کئے جائیں۔ ان مضامین میں بتایا جائے کہ وقفِ نو سکیم کیا ہے اور واقفینِ نو بچوں سے جماعت کی کیا توقعات وابستہ ہیں۔ ان مضامین میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جنرل نالج بڑھانے کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ مثلاً مختلف قوموں اور ملکوں کے حالات، ان کے عروج و زوال کے اسباب، تاریخ اور جغرافیہ کو شامل کیا جا سکتا ہے۔

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں فرمایا ہے کہ:

> ''واقفین بچوں کی علمی بنیاد وسیع ہونی چاہیئے۔ عام طور پر دینی علماء میں یہی کمزوری دکھائی دیتی ہے کہ دین کے علم کے لحاظ سے تو ان کا علم کافی وسیع اور گہرا بھی ہوتا ہے لیکن دین کے دائرہ سے باہر دیگر دنیا کے دائروں میں وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ علم کی اس کمی نے (دین) کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ وہ وجوہات جو مذاہب کے زوال کا موجب بنتی ہیں ان میں یہ ایک بہت ہی اہم وجہ ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہئے اور علم کی وسیع بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہئے یعنی پہلے بنیاد عام دنیاوی علم کی وسیع ہو پھر اس پر دینی علم کا پیوند لگے تو بہت ہی خوبصورت اور بابرکت ایک شجرہ طیبہ پیدا ہو سکتا ہے۔''
>
> (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

ایک موقعہ پر سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک بچوں کی ذہنی نشوونما کا تعلق ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وسیع دائرے میں ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا سامان کیا جائے۔ واقفین کی تعلیم و

تدریس کا کھلا کھلا اور بے تکلف طریق یہ ہونا چاہئے کہ چند نصابی کتب مقرر کرنے کی بجائے ایک وسیع فہرست ایسی کتابوں کی ہو جن کو بچے پڑھیں اور ذہن پر بوجھ ڈالے بغیر پڑھ کر ان کتابوں سے گذر جائیں تا کہ ان کا علم ہر میدان میں وسیع ہو- اس لئے والدین کو پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے بچوں کی عام معلومات بڑھانے کی طرف توجہ کریں- بچوں کو رسائل اور اخبارات جاری کروائیں اور ان کو کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیں جس کے نتیجہ میں ان کا علم وسیع ہو- یورپ اور دیگر ملکوں میں بچوں کے لئے جنرل نالج اور سائنسی کتب بڑی سستی قیمت پر مل جاتی ہیں جن میں بہت مفید معلومات ہوتی ہیں اور بہت آسان فہم انداز میں لکھی گئی ہوتی ہیں- اسی طرح واقفین نو کو مقامی لائبریریوں سے استفادہ کی عادت ڈالی جائے- بچوں کو تحریص دلائی جائے کہ وہ اپنے سکول کی یا پبلک لائبریری سے ایسی کتب لے کر مطالعہ کریں- ان کے درمیان عام معلومات کے مقابلوں کا انعقاد اس شوق کو مہمیز لگانے کا سبب ہو سکتا ہے- اسی طرح جہاں تک ممکن ہو والدین کو چاہئے کہ بچوں کو ایسی مفید معلوماتی کتب خرید کر دیا کریں- خود بھی بچوں کو بھی حسبِ توفیق اچھی کتب خریدنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنی چاہئے- اگر ہو سکے تو جماعتیں اپنی جگہ پر اپنی لائبریریاں قائم کریں جن میں دینی کتب کے علاوہ ادبی اور سائنسی مضامین پر بھی کتب موجود ہوں تا کہ واقفینِ نو بچے ان سے استفادہ کر سکیں- بچوں کو چھوٹے چھوٹے علمی و تحقیقی پراجیکٹ ان کی عمر اور استعداد کے مطابق دئے جا سکتے ہیں جن پر وہ خود کتب وغیرہ سے تحقیق کر کے کام کریں-

واقفینِ نو کے والدین کو یاد رکھنا چاہئے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے انہیں اپنی تعلیم کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی تا کہ ان کی اپنی کم علمی بچوں کی راہ میں روک نہ بن سکے- اس سلسلہ میں ذیلی تنظیمیں بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہیں- لجنہ اماء اللہ کو ماؤں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے تا کہ اچھی کہانیاں سنا کر پاکیزہ لوریاں دے کر ذاتی محبت اور دلی لگاؤ کے ساتھ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور اس کے دین کی محبت دلوں میں پیدا کریں- اسی طرح سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کے مختلف بزرگوں کی قربانیوں کے واقعات، مقبول دعاؤں کے تذکرے، اور بار بار ظاہر ہونے والے نشانات اور ان واقفین کی قربانیوں کے تذکرے جنہوں نے تحریکِ جدید کے تحت عظیم الشان قربانیاں دی ہیں، بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں-

زبانوں کی تعلیم: سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین کے لئے کم از کم تین زبانوں کا سیکھنا لازمی قرار دیا ہے یعنی عربی، اردو اور مقامی یا ملکی زبان- زبانوں کے ضمن میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ واقفین کے لئے محض بنیادی علم کافی نہیں بلکہ سیّدنا حضور انور کی شدید خواہش ہے کہ واقفین بچے زبانوں کے ماہر بنیں- فرمایا:

> ''ہمیں زبان دانوں کی ضرورت ہے ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت ہے جو تحریر کی مشق بھی رکھتے ہوں، بولنے کی مشق بھی رکھتے ہوں، ترجموں کی طاقت بھی رکھتے ہوں، تصنیف کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں- اِس لئے جتنے بھی ہوں کم ہوں گے-'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

زبانیں سیکھنا بہت مشکل کام ہے اس لئے والدین کو شروع ہی سے اس ضمن میں کوشش کرنی چاہئے کہ وہ کس طرح اپنے بچوں کو مختلف زبانیں سکھلائیں گے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے ماحول کا جائزہ لیں کہ ان کے شہروں میں کن کن زبانوں کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ یورپ کے ملکوں میں ملکی زبان کے علاوہ سکولوں میں ایک زبان اختیاری مضمون کے طور پر سکھائی جاتی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ نیز ان ملکوں میں شام کی کلاسوں میں داخلہ کے لئے عمومی طور پر عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ اگر واقفین کے والدین بھی ان زبانوں کو سیکھنا شروع کریں تو یہ بچوں کے لئے بہت مفید ہو سکتا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنے بچوں کے ساتھ گھر میں بول چال کی مشق کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف زبانیں سیکھنے کے لئے کتب اور ان کے آڈیو پروگرام بھی موجود ہیں گو ذرا مہنگے ہوتے ہیں۔ اس طرح ایم ٹی اے پر ترکی، فرانسیسی اور دیگر زبانیں سکھانے کے پروگرام پیش کئے جا رہے ہیں۔ امراء، صدر صاحبان اور سیکرٹریان وقفِ نو اور سیکرٹریان تعلیم کو چاہئے کہ وہ ان باتوں کا جائزہ لیں کہ ان کے شہروں اور ملکوں میں کیا کیا سہولتیں موجود ہیں اور انہیں کس طرح حاصل کر کے وہ اپنی جماعتوں کے واقفین کو زبانیں سیکھنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی جماعت میں عربی یا دیگر زبانوں کے جاننے والے مل سکیں تو ان سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی گذارش ہے کہ اگر کسی جگہ ایسا تجربہ ہوا ہو جو دوسروں کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتا ہو تو اس کی اطلاع مرکزی شعبہ وقفِ نو کو بھی کرنی چاہیئے تا کہ ان کے کامیاب طریق سے دوسروں کو بھی آگاہ کیا جا سکے۔

زبانوں کی تعلیم کے متعلق سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

> ''بہت بچپن سے اگر زبان سکھائی جائے تو وہ اتنے گہرے نقش دماغ پر قائم کر دیتی ہے کہ اس کے بعد بچے اہلِ زبان کی طرح بول سکتے ہیں۔ اور بڑی عمر میں سیکھی ہوئی زبان خواہ آپ کتنی محنت کریں وہ اہلِ زبان جیسی زبان نہیں بنتی، طوعی اور فطری طور پر جو ذہن سوچتا ہے وہ بچپن سے اگر سیکھی ہوئی زبان ہے تو وہ سوچ اس کی بے ساختہ ہوتی ہے، قدرتی اور طوعی ہوتی ہے۔ لیکن اگر بعد میں زبان سیکھی جائے تو سوچ پر کچھ نہ کچھ قدغن رہتی ہے۔ کچھ نہ کچھ پابندیاں رہتی ہیں اور پھونک پھونک کر قدم آگے بڑھانا پڑتا ہے۔ بعض لوگ نسبتاً تیز بھی پڑھاتے ہیں بعض آہستہ مگر جو طبعی فطری روانی ہے وہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اہل زبان بنانے کے لئے بہت بچپن سے زبان سکھانی پڑتی ہے اگر پنگھوڑوں میں زبان سکھائی جائے تو یہ بھی بہت اچھا ہے، بلکہ سب سے اچھا ہے۔''
>
> (خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

عربی کی تعلیم: سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:

''سب سے زیادہ زور شروع ہی سے عربی زبان پر دینا چاہئے کیونکہ ایک مبلغ عربی کے

گہرے مطالعہ کے بغیر اور اس کے باریک در باریک مفاہیم کو سمجھے بغیر قرآنِ پاک اور احادیث نبویہ سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے بچپن ہی سے عربی زبان کے لئے بنیاد قائم کرنی چاہئے اور جہاں ذرائع میسر ہوں اس کی بول چال کی تربیت بھی دینی چاہئے۔'' (خطبہ جمعہ ۱۷ر فروری ۱۹۸۹ء)

بعض والدین اور سیکرٹریان وقفِ نو رابطہ کر کے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو عربی کس طرح سکھائیں۔ اکثر جگہوں پر یہ مشکل پیش آ رہی ہے۔ اس پہلو سے یہ جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ان کی اپنی جماعت میں کوئی عرب دوست ہوں تو ان سے مدد حاصل کرنی چاہئے کہ وہ کچھ وقت بچوں کی تعلیم کے لئے دے سکیں۔ عربی کی ابتدائی کتب حاصل کر کے ان سے استفادہ کیا جائے۔ Linguafone ایک ادارہ ہے جو مختلف زبانوں کی کتب اور آڈیو اور وڈیو کیسٹس تیار کرتے ہیں ان کا ایک کورس ''دروس فی العربیہ'' کے نام سے موسوم ہے جو بہت اچھا کورس ہے۔ امراء اور صدر صاحبان کو چاہئے کہ اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں کہ ان کے ہاں عربی کی تدریس کا کیا انتظام ہے اور اس میں کیا مشکلات درپیش ہیں اور ان کا کیا حل ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ کورس ان کے لئے مددگار ثابت ہو۔ مصر سے ریڈیو قاہرہ کی طرف سے ریڈیو کے ذریعہ عربی سکھانے کا ایک پروگرام نشر ہوتا ہے ان سے رابطہ کیا جائے تو وہ درسی کتب مفت بھجواتے ہیں۔ ان کتب کی آڈیو کیسٹس بھی ان سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اردو کی تعلیم: اردو زبان واقفین کے لئے بہت اہم ہے کیونکہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف علم الکلام کا بیشتر حصہ اردو زبان میں ہے اور ان روحانی خزائن سے کما حقہ استفادہ کے لئے اردو کا جاننا بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ خلفاء سلسلہ کے خطبات، خطابات اور درس وغیرہ کا بیشتر حصہ اور سلسلہ کا دیگر لٹریچر زیادہ تر اردو زبان میں ہی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعاوی کو سمجھنے کے لئے ایمان کی پختگی کے لئے ان کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔

پاکستان میں تو سکولوں اور کالجوں میں عموماً اردو زبان میں تعلیم دی جاتی ہے اس لئے ان بچوں کے لئے اردو سیکھنا کوئی مشکل امر نہیں، اگرچہ ملک کے عام تعلیمی معیار میں انحطاط کی وجہ سے تحریر و تقریر اور زبان دانی کا معیار بھی بتدریج گر رہا ہے۔ واقفین کو عام ملکی معیار سے بہت بہتر اور اعلیٰ اردو سیکھنی چاہئے جس کے لئے انہیں غیر معمولی محنت کرنا ہوگی۔ لیکن پاکستان سے باہر بسنے والے بچوں کو اردو پڑھانا ایک مشکل کام ہے کیونکہ ان ممالک میں آباد بچے مختلف لسانی، تعلیمی اور معاشرتی پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر مشکلات بھی حائل ہوسکتی ہیں اس لئے بیرون پاکستان بچوں کو اردو سکھانے کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ والدین کو چاہئے کہ شروع سے ہی گھر میں بچوں کو اردو پڑھائیں۔ بعد ازاں واقفین کے لئے اردو کلاسوں کا انعقاد بھی کیا جانا چاہئے جو کم از کم ہفتہ میں ایک بار اور سکولوں کی تعطیلات کے دوران زیادہ مرتبہ منعقد کی جائیں۔ سیکرٹریانِ وقفِ نو کے اہم فرائض میں یہ بات شامل ہونی چاہئے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کی جماعت کے بچے اردو سیکھ رہے ہوں اور سولہ سال کی عمر تک ان کی اردو کی استعداد پاکستان کے میٹرک کے بچوں کے

برابر ہو- یہ لازمی نہیں ہے سیکرٹری وقفِ نَو خود پڑھائے بلکہ ان کو سیکرٹریانِ تعلیم اور ذیلی تنظیموں مثلاً خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کا تعاون بھی حاصل کرنا چاہئے- لجنہ اماء اللہ کی تنظیم خاص طور پر بچیوں کی تعلیم کے سلسلہ میں بہت مدد دے سکتی ہے- بیرون پاکستان بچوں کے لئے اردو کا قاعدہ موجود ہے اس سے شروع کیا جا سکتا ہے۔

جب بچہ اچھی طرح اردو پڑھ سکتا ہو تو اسے رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' کا خریدار بنوا کر پڑھنے کے لئے دیا جائے- مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور لجنہ اماء اللہ کراچی نے بچوں کے لئے کئی ایک مفید کتب شائع کی ہیں وہ بھی حاصل کر کے پڑھانی چاہئیں- بچوں کے لئے انگریزی میں بھی بہت سی کتب لندن سے شائع ہو چکی ہیں جنہیں حاصل کر کے بچوں کو پڑھانی چاہئیں- اسی طرح عمر کے ساتھ ساتھ رسالہ خالد، اخبار الفضل، درِّثمین، کلامِ محمود، کلامِ طاہر، اور درِعدن کے مطالعہ کی طرف بھی توجہ دلائی جائے- پھر عمر کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور کتب کی طرف توجہ مبذول کروائی جائے-

وہ والدین جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وقفِ نو کے مجاہدین کو اردو سکھانے کے لئے ساتھ ساتھ خود بھی اردو سیکھیں تا کہ وہ خود بچے کی رہنمائی کر سکیں- اگر ان کی جماعت میں کوئی دوست اردو جاننے والوں ہوں تو ان سے ہر ممکن مدد لیں- جب اردو کے فقرات سیکھ لئے جائیں تو ان فقرات کو بچوں کے ساتھ روزمرہ کی گفتگو میں استعمال کریں اور جہاں بھی موقعہ ملے اردو جاننے والے احباب کے ساتھ اردو میں بات کریں- ایسے والدین کی مدد کے لئے شعبہ وقفِ نو مرکزیہ لندن نے ایک قاعدہ Foundation Course in Urdu شائع کیا ہے جسے اپنے ملکی مرکز سے حاصل کیا جاسکتا ہے- امید ہے یہ ابتدائی تعلیم کے لئے مفید اور ممد ثابت ہوگا-

دنیوی تعلیم: سیّدنا حضورِ انور نے واقفین بچوں کے لئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم حاصل کرنا بھی بہت ضروری قرار دیا ہے تا کہ جب وہ عملی میدان میں اتریں تو ہر قسم کے علم کے زیور سے آراستہ ہوں اور بڑے اعتماد کے ساتھ ہر قسم کے چیلنج کا بڑے وثوق کے ساتھ مقابلہ کر سکیں- دنیوی تعلیم کے مختلف شعبہ جات جو واقفین کے لئے مفید ہو سکتے ہیں ان کا تفصیلی ذکر ایک گذشتہ مضمون میں ہو چکا ہے-

والدین کو شروع ہی سے بچوں کی تعلیم کی طرف دھیان دینا چاہئے- ان کی تعلیمی پراگرس کا خیال رکھنا چاہئے- سکول کے اساتذہ سے رابطہ رکھنا بھی بہت مفید ثابت ہوتا ہے- اس بات کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے کہ بچوں کو سکول یا پڑھائی میں کوئی مشکل تو پیش نہیں آرہی- اگر ایسا ہو تو اساتذہ سے مل کر اس کا حل تلاش کرنا چاہئے- بعض دفعہ بچے کسی مضمون میں کمزور ہوتے ہیں جس کی وجہ سے کلاس میں جانے سے گھبراتے ہیں ایسے بچوں کے لئے اضافی ٹیوشن مفید ثابت ہو سکتی ہے- عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے ریاضی اور سائنس مثلاً فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی میں کمزور ہونے کی وجہ سے

ان مضامین میں اچھے نمبر حاصل نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے وہ اچھے کالجوں میں داخلہ نہیں لے سکتے - اگر کسی جماعت میں کوئی ان علوم کا ماہر ہو یا پڑھا سکتا ہو اور وقت دے سکے تو شام کی کلاسوں یا سنڈے کلاس کا تجربہ کیا جانا چاہئے جس میں واقفین کو مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْن کے تحت بلا معاوضہ خدمتِ دین کے جذبہ سے پڑھایا جا سکے- حال میں ہی ایک ملک کے واقفین کے جائزہ کے دوران معلوم ہوا کہ ان میں سے اکثر کی تعلیمی حالت کمزور ہے- ذمہ دار احباب کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ایسے والدین اور بچوں کی رہنمائی کریں اور عملی طور پر ان کی مدد کریں جس کی ایک صورت ٹیوشن کلاسوں کا انعقاد ہے- ایسے احباب جو کسی بھی رنگ میں واقفین کی تعلیم میں مدد کر سکتے ہوں تو انہیں اپنی مقامی جماعت کو اپنی خدمات پیش کرنی چاہئیں-

بچوں کی تعلیم کے متعلق شروع سے ہی ان کے رجحان کی طرف توجہ رکھنی چاہئے اور انہیں احساس دلاتے رہنا چاہئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف ہیں اور ان سے کیا توقعات وابستہ ہیں- جب وہ بڑے ہوں تو اپنی جماعت کی کیریئر پلاننگ کمیٹی سے راہنمائی حاصل کریں کہ ان کے لئے کون سا پیشہ بہتر رہے گا-

واقفینِ نو بہت قیمتی بچے ہیں کیونکہ ان کے کندھوں پر آئندہ زمانوں میں بہت اہم ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری نظام جماعت اور والدین دونوں پر عائد ہوتی ہے- خدا تعالیٰ کرے کہ نظامِ جماعت اور سب والدین جنہوں نے اپنے بچوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کیا ہے، اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ سمجھتے ہوئے پیارے آقا ایدہ اللہ کی تمناؤں کے مطابق بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ دیں اور اپنی اس عظیم ذمہ داری سے اس طرح سرخرو ہوں کہ خدا تعالیٰ کے پیار کی نظریں ان پر پڑ رہی ہوں- آمین- (الفضل انٹرنیشنل لندن ۲۸- اپریل تا ۲ مئی ۲۰۰۲ء)

واقفینِ نو کے لئے اعلان

- اس سال میٹرک کا امتحان دینے والے ایسے واقفین نو طلباء جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ داخلہ کیلئے ابھی سے اپنی درخواست والد/سرپرست کی تصدیق کے ساتھ اور مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال کریں تا کہ داخلہ کے انٹرویو سے پہلے ضروری دفتری کارروائی مکمل کی جا سکے- درخواست میں نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، مکمل پتہ اور حوالہ وقف نو درج کریں- میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ (حاصل کردہ نمبر/گریڈ) کی اطلاع دیں- داخلہ کے لئے انٹرویو اگست میں ہوگا- معین تاریخ کا اعلان روزنامہ الفضل میں کر دیا جائے گا-
- قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں- روزانہ تلاوت قرآن کریم کرتے رہیں- دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں- کتب خصوصاً سیرت النبیؐ، سیرت حضرت مسیح موعودؑ، مختصر تاریخ احمدیت، کامیابی کی راہیں، دینی معلومات شائع کردہ خدام الاحمدیہ نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں اور خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہوں-

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

بسلسلہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی اول

تعارف کتاب ''تحفۃ الملوک''

کتاب ''تحفۃ الملوک'' حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے ایک رویاء کی بنا پر جون ۱۹۱۴ء کو تحریر فرمائی۔ اس کتاب کا مقصد برصغیر کی اسلامی ریاست حیدر آباد دکن کے والی میر عثمان علی خان صاحب کو دعوت حق دینا تھا۔ چنانچہ اس کتاب میں انہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے ممتاز بزرگوں حضرت مفتی محمد صادق صاحب، حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحب اور حضرت حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے یہ کتاب والی ریاست حیدر آباد کی خدمت میں پیش کی۔

ذاتی تعارف: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے اس کتاب میں اپنا ذاتی تعارف ان الفاظ میں کرایا:

''میں اس بات کو ظاہر کر دینا بھی اپنی روشناسی کرانے کی غرض سے ضروری دیکھتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندان میں سے ایک شخص ہوں اور لوگوں میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کے نام سے مشہور ہوں میرے والد مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے مامور تھے اور جماعت احمدیہ کے امام تھے جس جماعت کے پیرو جناب کی ریاست میں بھی آباد ہیں۔ مجھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس پاک جماعت کا امام بنا کر خلافت ثانیہ کے عہدہ پر مقرر فرمایا ہے چونکہ یہ جماعت عام لوگوں کی طرح نہیں ہے اس لئے آپ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں سب سے زیادہ نیک اور عالم اور متقی حضرت استاذی المکرم مولوی نور الدین...... اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت آپ کے خلیفہ اول قرار پائے تھے اور آپ کی وفات پر اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے جماعت کی حفاظت کے کام پر مقرر فرمایا ہے'' (صفحہ۲)

وجہ تالیف: حضرت مصلح موعود اس کتاب کی جو بصورت مکتوب لکھی گئی وجہ تالیف یوں تحریر فرماتے ہیں:

''میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے اس مکتوب کے لکھنے کی تحریک ایک رویاء کی بنا پر ہوئی ہے اور چونکہ رویاء کا پورا کرنا بھی مومن کا فرض ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے عالمِ رویاء میں جناب تک ایک امرِ حق پہنچانے کی جو مجھے تحریک فرمائی ہے عالم بیداری میں اس تحریک کو پورا کر دوں۔ اس مکتوب میں جو جناب کی رفعت شان اور عام مخلوق کی بہتری کے خیال سے چھپوا کر جناب کی خدمت میں ارسال کیا گیا ہے اس خواب کا درج کرنا درست نہیں معلوم ہوتا ہاں اس قدر عرض کرتا ہوں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے جناب کو اس سلسلہ کے متعلق ایک مبسوط تقریر کے ذریعہ واقف کیا ہے۔'' (صفحہ۲)

دین کی نازک حالت: حضرت مصلح موعود...... نے اس تاریخی اور طویل مکتوب میں بار بار دین کی نازک حالت کا نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں:

''جناب سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ دین کی جو نازک حالت ان ایام میں ہے وہ پہلے کسی زمانہ میں نہیں ہوئی اور موجودہ حالت کو جب ابتدائے ایام کی حالت سے مقابلہ کر کے دیکھیں تو بدن پر رعشہ سا طاری ہو جاتا ہے'' (صفحہ۲)

''اس زمانہ میں اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں اور ہر ایک مذہب اسلام کو اپنا شکار خیال کر رہا ہے۔ وہ ظاہر بین انسانوں کو گھبرا دینے کے لئے کافی ہے'' (صفحہ۳)

''جس طرح دین نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور مدد سے خارق عادت ترقی کی تھی۔ اسی طرح مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے خارق عادت تنزل کا منہ دیکھا......اور جب کہ ہم احادیث نبی کریمؐ کی طرف دیکھتے ہیں تو ان میں اس زمانہ کی طرف خاص اشارہ پاتے ہیں اور وہاں سے بھی ہمیں اس تمام تباہی کا ایک ہی باعث معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان خدا تعالیٰ کو ناراض کر دیں گے'' (صفحہ۷)

''کس قدر دل کو دکھ پہنچانے والا بلکہ دل کو خون کر دینے والا وہ نظارہ ہوتا ہے جب کوئی شخص جیل خانوں کی سیر کرتا ہے کیونکہ سب جیل خانے دین کے نام لیواؤں سے بھرے پڑے ہیں اور ان کی اخلاقی حالت بجائے دوسری قوموں سے اعلیٰ ہونے کے بہت ادنیٰ ہے اور وہ اپنی آبادی کے تناسب سے بہت زیادہ قید خانوں میں نظر آتے ہیں'' (صفحہ۹-۱۰)

حضورؐ کا مبارک کام: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے:

''آپؐ کی زندگی کا ایک ایک کام اور آپؐ کی ایک ایک حرکت اس بات کو ثابت کر رہی ہے کہ آپؐ کے مدنظر صرف یہی بات تھی کہ کسی طرح دنیا پر عظمت الٰہی کا اظہار ہو اور لوگ ہر قسم کے نفسانی جذبات اور خواہشات کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور ان کا چلنا پھرنا کھانا پینا سونا جاگنا سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہو جائے۔ ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک ہو کر عرفان تام ان کو حاصل ہو اور بندوں اور رب میں جو روکیں اور پردے حائل ہیں دور ہو جائیں اور بندے اپنے خالق و رازق کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں اور یہی کام تھا جو آپ ساری عمر کرتے رہے'' (صفحہ۱۴)

نماز کی برکات: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے نماز کی برکات کا بہت ہی حسین لفظوں میں نقشہ کھینچا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''نماز میں اللہ تعالیٰ نے ایسی حکمتیں مخفی رکھی ہیں کہ اسے سنوار کر پڑھنے والا اور ان شرائط کو ملحوظ رکھنے والا جو اللہ تعالیٰ نے ادائے نماز میں مقرر فرمائی ہیں اپنے اندر فوراً ایک خاص تبدیلی پاتا ہے اور زیادہ دن گزرنے نہیں پاتے کہ اس کے اندر ایک خاص ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اسے بدیوں کی شناخت ہو جاتی ہے اور پوشیدہ در پوشیدہ بدیوں پر اسے

اطلاع دی جاتی ہے اور مخفی در مخفی گناہ کا علم جو دوسرے کو نہیں ہوتا اسے دیا جاتا ہے اور ملائکہ اسے ہر موقعہ پر ہوشیار کر دیتے ہیں کہ دیکھنا یہ گناہ ہے ہوشیار ہو جانا...... جب نماز میں کمال تذلل اور خشوع و خضوع کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں گر جاتا ہے اور وہ تمام تذلل کے طریق جن کو کسی ملک کے باشندوں نے اظہار عبودیت کے لئے مقرر کیا ہے استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اٹھاتا ہے اور جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے خدا تعالیٰ ملائکہ کو فرماتا ہے کہ دیکھو میرے اس بندہ نے میری پاکیزگی کا اقرار کیا ہے تم اسے پاک کر دو اور اس نے میری حمد کی ہے تم اس کی حمد کو دنیا میں پھیلاؤ اور اس نے میرے حضور میں کمال تذلل اور انکسار کا اظہار کیا ہے تم اس کو عزت و رفعت دو'' (صفحہ ۱۷-۱۸)

حفاظت قرآن: حضرت مصلح موعود...... نے حفاظت قرآن پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''قرآن کریم کی حفاظت دو طریق سے ہو سکتی ہے ایک لفظی اور ایک معنوی اور ہم دیکھتے ہیں کہ لفظی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں سامان پیدا کر دیئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک تیرہ سو سال ہو گئے ہیں دنیا کی سب مذہبی کتابیں محرف و مبدل ہو چکی ہیں لیکن قرآن کریم ابھی اپنی اسی اصلی حالت پر قائم ہے اور اس میں سے ایک شعشہ بھی کم نہیں ہوا نہ کسی قسم کی اس میں زیادتی ہوئی ہے- قرآن کریم کی زبان کو بھی اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہے ورنہ اس وقت کوئی پرانا مذہب نہیں جس کی الٰہی کتاب کی زبان اس وقت دنیا میں بولی جاتی ہو- (صفحہ ۲۷-۲۸)

مسیح موعود کا کام: حضرت مصلح موعود...... نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے کام پر بھی اجمالی رنگ میں روشنی ڈالی ہے آپ فرماتے ہیں:

''مسیح موعودؑ کی اندرونی اصلاح کا یہ کام ہے کہ آپ نے ایک زبردست جماعت قائم کر دی ہے جو تقویٰ اور طہارت میں ایک نمونہ ہے اور دشمن بھی اس بات کے معترف ہیں کہ جہاں کوئی شخص احمدی ہوتا ہے اس کا رنگ ہی بدل جاتا ہے اور اس کے اندر ایسی اصلاح پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کی پہلی زندگی کا اگر نئی زندگی سے مقابلہ کیا جائے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے'' (صفحہ ۵۹)

مبارک زمانہ: حضرت مسیح موعود کے مبارک زمانہ کا تذکرہ حضرت مصلح موعود...... نے ان الفاظ میں کیا:

''یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اس مبارک زمانہ میں پیدا کیا ورنہ لاکھوں بزرگ اور علماء اور امراء اس بات کی حسرت کرتے ہوئے مر گئے کہ کسی طرح ان کو مسیح موعود کا زمانہ ملے گو مسیح موعود فوت ہو چکے ہیں مگر ان کے دیکھنے والے موجود ہیں- پس یہ زمانہ غنیمت ہے وہ دن آتے ہیں جب کہ زبردست بادشاہ اس خدا کے مرسل کے سلسلہ میں داخل ہوں گے لیکن مبارک ہے وہ جو سب سے پہلے اس نعمت کو حاصل کرتا ہے کیونکہ کوئی زمانہ آئے گا جب کہ اپنی بادشاہتیں دے کر خواہش کریں گے کہ ہمیں بھی وہ فضیلت حاصل ہو جائے جو مسیح موعود کے قریب کے لوگوں کو حاصل تھی'' (صفحہ ۶۱-۶۲)

(تلخیص از: مکرم فضل احمد شاہد صاحب)

شہد اور شفا

از: مکرم حکیم منور احمد عزیز صاحب چک چٹھہ

شہد کو اردو میں شہد، سندھی میں ماکھی، پشتو میں گبین، پنجابی میں شہت، انگریزی میں ہنی Honey اور عربی میں عسل کہتے ہیں- آب حیات، ماء الحیات اور معین زندگی شہد کے صفاتی نام ہیں-

ماہیت: شہد کی مکھیاں بعض نباتات کے برگ وگل سے ایک قسم کا رس چوستی ہیں جو شہد میں تبدیل ہو جاتا ہے- شہد کی ایک مخصوص بُو اور مٹھاس ہوتی ہے جس قسم کے پھولوں کا رس مکھیاں چوستی ہیں- اسی قسم کا شہد بنتا ہے اس لئے مختلف جگہ سے حاصل کئے ہوئے شہد کے ذائقہ اور خاصیت میں فرق ہوتا ہے-

مقام پیدائش: شہد گرم اور استوائی خطوں سے زیادہ حاصل کیا جاتا ہے- امریکہ اور کینیڈا میں شہد کی مکھیاں پالنے کے لئے فارم بنائے گئے ہیں- برصغیر پاکستان و ہندوستان میں درج ذیل مقامات شہد کے لئے مشہور ہیں- ضلع جہلم، ہزارہ، چٹا گانگ، کشمیر، ریاست چمبہ، ضلع کانگڑہ، چھوٹا ناگ پور آسام، ڈیرہ دون اور کھیری کے جنگلات، برما اور بھوٹان وغیرہ-

صفات: یہ گاڑا نیم شفاف ہلکا زردی مائل یا کسی قدر بھورا سیال ہے جو پُرانا ہو جانے پر غیر شفاف ہو جاتا ہے اس میں قلمی ذرات نظر آتے ہیں جو گنے کے رس کی طرح شیریں ذائقہ رکھتے ہیں اس سے لطیف قسم کی خوشبو بھی آتی ہے- بہترین شہد کی صفات درج ذیل ہیں- (۱) خوشبودار (۲) پاکیزہ پھولوں سے حاصل کیا گیا ہو- (۳) اس میں لزوبت اور شیرینی زیادہ ہو- (۴) ذائقہ میں تیزی ہو لیکن کڑواہٹ نہ ہو- (۵) سرخی مائل ہو- (۶) شفاف اور موم سے صاف ہو-

موسم: ربیع کا شہد خریف کے شہد سے اچھا ہوتا ہے لیکن بعض اطباء کی رائے اس کے برعکس بھی ہے- جو شہد سیاہ، سبز یا غبار آلودہ ہو، موسم سرما میں حاصل کیا گیا ہو اور جس کے ذائقہ میں کڑواہٹ ہو یا جسے حاصل کئے ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہو یہ سب ناقص ہیں- ان کے استعمال سے اخلاط جل جاتے ہیں اور جنون پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے-

تاریخ: خداوند کریم نے انسان کے لئے جتنی غذائی و دوائی نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان سب میں دودھ اور شہد کو ایک ممتاز درجہ حاصل ہے- بچہ کو پیدائش کے وقت دایہ بطور گھٹی کے شہد چٹاتی ہیں اور جب مریض جاں بلب ہوتا ہے تو اس وقت بھی طبیب شہد تجویز کرتا ہے گویا شہد ہی اولین اور آخرین غذا اور دوا ہے- دنیا کے تمام مذاہب نے شہد کو ایک فرحت وصحت بخش غذا اور دوا قرار دیا ہے جو بچے سے لے کر بوڑھے تک یکساں مرغوب ہے- زمانہ قدیم میں بھی شہد ایک پاک اور طیب چیز سمجھا جاتا تھا اور بطور دوا اور غذا ہر دو طریق سے مستعمل تھا- مصر کے فرعون کی لاش پر شہد کی مکھی کی تصویر بنی ہوئی تھی اندازہ کیا گیا ہے کہ لاش چھتیس سو برس قبل از مسیح کی ہے-

سکندر اعظم کے زمانہ اور اس کے قبل لوگ شہد کے سوا کسی میٹھی شئے سے واقف ہی نہ تھے۔ مٹھاس کے لئے شہد ہی استعمال میں لایا جاتا تھا۔ بعض کتب میں تو یہاں تک بھی تجویز ہے کہ نہ صرف شہد ہی قدیم ترین زمانے میں بطور دوا استعمال ہوتا تھا بلکہ شہد کی مکھیاں، اُن کا زہر اور ان کی موم تک استعمال میں لائے جاتے تھے۔ شہد کی مکھیوں کو تازہ تازہ مار کر اگر پانی میں بھگو دیا جائے اور روزانہ ایک مکھی کھلائی جائے تو دیوانے کتے کے کاٹنے سے آرام ہو جاتا ہے۔ جلی ہوئی شہد کی مکھیوں کی راکھ اگر شہد میں ملا کر استعمال کی جائے تو آنکھوں کی تمام بیماریوں کے لئے مفید خیال کی جاتی ہے۔ شہد کی مکھی کا سفوف، سرطان، استسقاء، ضعف بصر اور دماغی خرابیوں کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے آٹھویں صدی عیسوی کا مشہور فرانسیسی فاتح نقرس میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اور کسی طرح صحت یاب نہ ہوتا تھا آخر کار شہد کی مکھیوں سے کٹوایا گیا اور اس طرح وہ صحت یاب ہو گیا۔

قرآن کریم کے علاوہ احادیث نبویؐ میں بھی شہد کے مفید اور شفایاب دوا اور غذا ہونے کا ذکر آتا ہے۔ ہندوؤں کے امرتوں میں ایک امرت شہد بھی ہے۔ انجیل میں بھی شہد کا ذکر موجود ہے اور تمام عیسائی دنیا اس کی قدر کرتی ہے بلکہ یورپ میں بہترین شہد فارموں میں پیدا کیا جارہا ہے۔

استعمال: طبی طور پر شہد ایک نہایت مفید دوا اور غذا ہے۔ جب کہ قرآن کریم میں خود شافی مطلق ءیہ ارشاد فرماتا ہے کہ "فِیْہِ شِفَآءٌ لِلنَّاسِ" یعنی اس میں لوگوں کے لئے شفا موجود ہے۔ شہد مقوی اعضائے رئیسہ ہے۔ دل و دماغ اور معدہ و جگر کو طاقت وتقویت بخشتا ہے۔ حرارت غریزی کو بڑھاتا ہے اور قوتِ مردمی کو طاقت دیتا ہے۔ عام جسمانی کمزوری کو دُور کر کے اسے طاقتور اور توانا بناتا ہے۔ قوت باہ کو بڑھانے میں اس کا درجہ انڈے سے کم نہیں تولید باہ کے لئے اس کو دودھ کے ہمراہ استعمال کیا جائے تو نہایت مفید ہے۔ موافق آنے پر تمام جسم کی پرورش نہایت عمدہ کرتا ہے۔ مصفّی خون ہونے کے ساتھ مولدِ خون بھی ہے اس میں وہ تمام سرخ اجزاء شامل ہیں جو خالص خون میں ہونے لازمی ہیں۔ شہد بلغمی اور سوداوی مزاج والوں کے لئے نہایت مفید چیز ہے۔ گرم مزاج والوں کے لئے اس کا استعمال غیر مفید ثابت ہوتا ہے۔ شہد انڈے گاجر پیاز وغیرہ کے ساتھ ملا کر استعمال کرنا بے حد طاقت بخش ہے۔ شہد جلاءِ بصر کے لئے آنکھوں میں لگایا جاتا ہے ادویہ کو تعفن سے بچانے ان کی طاقت کو برقرار رکھنے ان کا ذائقہ خوشگوار بنانے کے لئے بکثرت مستعمل ہے۔ چنانچہ معالجین مربے اور جوارش وغیرہ کے اکثر و بیشتر نسخہ جات شہد کے قوام میں تیار کراتے ہیں اس سے ادویات کی طاقت مدت تک قائم رہتی ہے شہد مفید ہاضمہ اور ہلکا سا قبض کشا بھی ہے کھانا کھانے کے بعد تھوڑی مقدار میں اس کا استعمال کھانے کو ہضم کرنے میں بہت مدد دیتا ہے سینہ کے امراض مثلاً کھانسی دمہ کے واسطے موثر دوا ہے۔ شہد رخسار میں نکھار پیدا کرنے والا حسن افزاء زخموں کو صاف کرنے والا، عقل تیز کرنے والا بھوک جگانے والا مفرح و مصفّی خون اور آواز کو درست کرنے کے علاوہ جذام، بواسیر، فسادِ خون، کھانسی جریان، پاگل پن، خفقان، پیاس، قے، دست، جلن ہچکی، نسیان، دمہ، پسلی کا درد، امراض چشم، اور قبض وغیرہ میں نہایت مفید ہے۔ ڈاکٹر شہد کو گلے اور سینے کے امراض میں بہت زیادہ استعمال کراتے ہیں۔

سالانہ اجتماع مجالس انصار اللہ ضلع لاہور

رپورٹ: مکرم کریم احمد خان صاحب نائب ناظم عمومی

مجلس انصار اللہ ضلع لاہور کے زیر انتظام مورخہ ۲۷-۲۸-اپریل ۲۰۰۲ء دار الذکر لاہور میں سالانہ اجتماع منعقد کیا گیا- حضور انور کو دعا کے لئے FAX کی گئی- ۲۷-اپریل ۲۰۰۲ء بعد نماز مغرب سالانہ اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا- عہد اور نظم کے بعد ناظم صاحب ضلع مکرم طاہر احمد ملک صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں بتایا کہ اس نوعیت کے پروگراموں میں ضرور شمولیت کیا کریں جس سے آپ کے لئے تربیت کے مواقع پیدا کئے جاتے ہیں- ناظم صاحب کے خطاب کے بعد علمی مقابلہ جات کے انعقاد کی تفاصیل بتائی گئیں- اس موقع پر ۲۸۵- انصار شامل ہوئے-

مقابلہ جات میں سو فیصد مجالس کی نمائندگی تھی- رات دس بجے تک مقابلے جاری رہے جس کے بعد کھانے کا وقفہ تھا- کھانے کے بعد زیادہ تر انصار اپنے گھروں کو واپس چلے گئے- جب کہ ۵۰ کے قریب انصار نے رات بیت الذکر (مقام اجتماع) میں قیام کیا- صبح نماز تہجد پر ۷۵ انصار نے شمولیت کی- نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد درس قرآن، درس حدیث اور ملفوظات کے درس کا انتظام تھا- اور درس کے بعد سیر کا پروگرام تھا جس میں ۸۶- انصار نے حصہ لیا نہر کے کنارے تک جو تقریباً ایک کلومیٹر فاصلہ ہے پیدل سفر کیا گیا اور نہر کنارے چہل قدمی کی گئی صبح ۱۰ بجے تک رجسٹریشن کے مطابق حاضری ۲۳۷ تھی-

اجلاس اوّل: مورخہ ۲۸-اپریل ۲۰۰۲ء زیر صدارت قائمقام امیر جماعت احمدیہ لاہور محترم میجر عبداللطیف صاحب منعقد ہوا- تلاوت قرآن کریم کے بعد ناظم صاحب ضلع نے عہد دہرایا- نظم کے بعد مکرم مولوی بشیر الدین احمد صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تقریر کی- مرکزی نمائندہ محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر صفِ دوم نے رفقاء حضرت مسیح موعودؑ (حضرت مولانا نور الدین صاحب......، حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید......، حضرت حافظ معین الدین صاحب......عرف مانا، حضرت مولانا شیر علی صاحب......، حضرت مولانا منشی اروڑے خان صاحب......، حضرت منشی ظفر علی صاحب کپورتھلوی......اور حضرت مصلح موعود......) کی سیرت پر تقریر کی-

حفظان صحت کے سلسلہ میں دل کی بیماریوں بلڈ پریشر اور شوگر کے متعلق محترم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب نے انصار بھائیوں کو احتیاطی تدابیر بتائیں- بعد ازاں سوال و جواب کی مجلس منعقد کی گئی جس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب، محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب اور محترم آصف جاوید چیمہ صاحب نے احباب کے سوالوں کے جوابات دیے- اور محترم میجر

عبداللطیف صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں انصار بھائیوں کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی اور نو مبائعین کی تربیت کے لئے ہدایات دیں۔

اختتامی اجلاس: نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ جس کے بعد اختتامی اجلاس محترم حافظ مظفر احمد صاحب نمائندہ صدر انصار اللہ پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ تقسیم انعامات کے بعد صدر اجلاس نے اپنے صدارتی خطاب میں نمازوں کی اہمیت ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم کی اہمیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسولؐ اور عشق قرآن کا ذکر کیا۔ آپ نے دعوت الی اللہ کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی اور بتایا کہ سعادت مند روحوں تک حق کا پیغام پہنچائیں۔

شام ۴:۴۵ پر اجتماع کے پروگرام کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا جس کے بعد ضلعی عاملہ اور زعماء اعلیٰ کے ساتھ مختصر میٹنگ رکھی گئی تھی جس میں تمام شعبہ جات کا جائزہ لیا گیا۔ اس دوروزہ پروگرام میں انصار احباب ۸۷۶ کی تعداد میں شامل ہوئے۔ الحمد للہ یہ رُوح پرور پروگرام بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

مجلس انصار اللہ ضلع لاہور کی سالانہ پکنک

مجلس انصار اللہ ضلع لاہور کے زیر انتظام مورخہ ۱۴۔ اپریل ۲۰۰۲ء گریفن ہال ریلوے مغلپورہ لاہور میں سالانہ پکنک کا اہتمام کیا گیا جس کے لئے زعماء اعلیٰ زعماء حلقہ جات اور نگران بلاکس کے ذریعہ انصار بھائیوں کو شمولیت کے لئے اطلاعات پہنچائی گئیں۔ گریفن ہال کو پہلے سے بک کروایا گیا تھا۔ اس موقع پر میڈیکل کیمپ کا بھی انتظام کیا گیا۔

انصار احباب نے صبح نو بجے سے قبل ہی شمولیت کے لئے تشریف لانا شروع کر دیا تھا۔ جن کی دس بجے تک رجسٹریشن مکمل کی گئی اور پروگرام کا آغاز ٹھیک ۹:۰۰ بجے تلاوت، عہد اور نظم کے ساتھ ہوا۔ نظم کے بعد محترم طاہر احمد ملک صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں شرکاء کا شکریہ ادا کیا کہ وہ موسم کی شدت کے باوجود دور دراز مجالس سے تشریف لائے ہیں اور تاکید کی کہ جو دوست مجالس کے دیگر پروگرام میں شمولیت نہ کرتے ہوں ان کو اس قسم کے تفریح کے ماحول اور پروگرام کے لئے ضرور لے کر آیا کریں۔ بعد ازاں مکرم محمد اسلم بھروانہ صاحب نگران ورزشی مقابلہ جات نے قواعد و ضوابط بتائے جس کے بعد درج ذیل مقابلہ جات ہوئے۔ (۱) گولہ پھینکنا (۲) لمبی دوڑ (۳) بیڈمنٹن (۴) کلائی پکڑنا

(بقیہ صفحہ ۳۸ پر)

میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء کے لئے ضروری اعلان

اس سال میٹرک کا امتحان دینے والے ایسے احمدی بچے جو زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست والد/سرپرست کی تصدیق کے ساتھ اور مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال کریں تا کہ داخلہ کے انٹرویو سے پہلے ضروری دفتری کارروائی مکمل کی جاسکے- درخواست میں نام، ولدیت، تاریخ پیدائش اور مکمل پتہ درج کریں- میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ (حاصل کردہ نمبر/گریڈ) کی اطلاع دیں- داخلہ کے لئے انٹرویو اگست میں ہوگا- معین تاریخ کا اعلان روزنامہ الفضل میں کر دیا جائے گا-

قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں- روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں- دینی معلومات اور معلومات عامہ بہتر بنائیں- جماعت کی کتب خصوصاً سیرت النبیؐ، سیرت حضرت مسیح موعود، مختصر تاریخ احمدیت، کامیابی کی راہیں، دینی معلومات شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں اور خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہوں-

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

(بقیہ از صفحہ ۳۷)

(۵) رسہ کشی (۶) پرچہ ذہانت- مذکورہ مقابلہ جات کے بعد پروگرام کے دوسرے حصہ کا آغاز ۱۲:۴۵ پر ہوا تلاوت اور نظم کے مقابلہ جات میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے انصار کے ناموں کا اعلان کیا گیا- مکرم محمد رشید احمد صاحب نے نومبائعین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور انہیں اپنے اندر ایک نیک تبدیلی پیدا کرنے کی تاکید کی-

مکرم ومحترم طاہر احمد ملک صاحب ناظم ضلع نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... کے خطبہ فرمودہ ۵ جون ۱۹۴۲ء سے ایک اقتباس بابت نماز پڑھ کر سنایا- تمام احباب میں اس کی نقل تقسیم کی گئی- محترم جنرل (ریٹارڈ) ناصر احمد صاحب نے دعا کرائی- نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد احباب میں کھانا تقسیم کیا گیا- پکنک کے دوران ۵۵ مریضوں کو چیک کیا گیا اور ادویات دی گئیں- اس پکنک میں بیت الاحد سے ایک معمر دوست محترم اللہ داد صاحب نے جن کی عمر ۱۱۰ سال ہے شرکت کی- کل حاضری ۴۸۷ تھی جبکہ سائیکل سوار ۵۶ اور نومبائعین ۶۳ تھے- الحمد للہ پروگرام بڑا کامیاب رہا-

ضلع حیدر آباد کے نومبائعین کا ریفریشر کورس

مجلس انصاراللہ کے پروگرام منعقدہ بشیر آباد کی رپورٹ

رپورٹ: مکرم پروفیسر افتخار احمد خان صاحب ناظم انصاراللہ

مورخہ ۵ مئی ۲۰۰۲ء بشیر آباد میں مجلس انصاراللہ ضلع حیدر آباد کی طرف سے نومبائعین کے ریفریشر کورس کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں مجلس انصاراللہ پاکستان کی نمائندگی میں محترم کیپٹن (ریٹائرڈ) شمیم احمد خالد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اسی طرح محترم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ اور محترم احسان اللہ چیمہ صاحب نائب ناظم وقف جدید و دیگر مربیان بھی اس پروگرام میں شریک ہوئے۔

تربیتی امور پر مربیان کرام نے تقاریر کیں۔ اجلاس دو نشستوں میں ہوئے۔ پہلی نشست ۱۱ بجے سے دو بجے بعد دوپہر تک ہوئی۔ جب کہ وقفہ طعام و نماز ظہر وعصر سے فراغت کے بعد دوسرا اجلاس سوا تین بجے شروع ہو کر خدا کے فضل سے ساڑھے پانچ بجے بطریق احسن اختتام پذیر ہوا۔

مجلس انصاراللہ پاکستان کے نمائندہ محترم کیپٹن (ریٹائرڈ) شمیم احمد خالد صاحب قائد تربیت نومبائعین نے پہلے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیعت کے بارے میں اقتباس پڑھ کر سنائے۔ جس کا سندھی زبان میں ترجمہ محترم عبدالخالق سولنگی نے کیا۔ پہلے اجلاس میں نومبائعین کا پروگرام تھا۔ عزیزم اختر علی صاحب مری بلوچ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور نظم عبدالغنی صاحب مری بلوچ نے پڑھی۔ سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر محترم سکندر صاحب نے بڑے دلربا انداز میں تقریر کی۔ (انہوں نے ہندو مذہب سے احمدیت قبول کی ہے) ''حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول'' کے موضوع پر عزیزم علاؤالدین بابر نے تقریر کی۔ تقریر بہت پرجوش اور اچھے انداز میں تھی۔ مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ نے بھی بڑے موثر انداز میں نومبائعین کو نصائح کیں۔ صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر احمد رند صاحب نے تقریر کی محترم سکندر صاحب اور عبدالغنی صاحب مری بلوچ نے قبول احمدیت کی روداد سنائی جو بڑی ایمان افروز تھی۔

دوسرے اجلاس میں محترم احمد رند صاحب نے ''مٹھی میں تعلیمی کلاس کی روئیداد'' پر اپنے خیالات کا بڑے موثر رنگ میں اظہار کیا۔ محترم محمد آصف صاحب نے ''صداقت حضرت مسیح موعود از روئے ہندو لٹریچر'' بیان کی۔ نظام جماعت کا تعارف رانا منیر احمد صاحب نے کروایا۔ ایک مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔ سوالات کے جوابات محترم عبدالخالق صاحب سولنگی نے سندھی زبان اور محمد آصف طاہر صاحب نے اردو زبان میں دیئے۔

دوسرے اجلاس کے صدر محترم احسان اللہ چیمہ صاحب تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد کا سائیکل سفر و پکنک

مجلس ہذا کے انصار صف دوم کی تعداد ۳۵ ہے۔ جب کہ سائیکل چلانا جاننے والے انصار سو فی صد ہیں۔ اپنا سائیکل رکھنے والے انصار کی تعداد ۱۹ ہے۔

مورخہ ۲۵ مئی ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام ایک سائیکل سفر و پکنک کا پروگرام ترتیب دیا گیا اس میں زیادہ تر انصار صف دوم کو شامل ہونے کی تحریک کی گئی تھی۔ مکرم نائب زعیم صاحب اعلیٰ صفِ دوم چوہدری نسیم احمد صاحب نے فرداً فرداً انصار صاحبان صفِ دوم کو مل کر انہیں اس پروگرام میں بھر پور حصہ لینے کی تاکید کی اس کے ساتھ انصار احباب صف اول کو بھی شمولیت کی درخواست کی گئی۔ چنانچہ ۲۵ مئی ۲۰۰۲ء بعد نماز فجر احمدیہ بیت الحمد کریم نگر فیصل آباد میں انصار صاحبان صف دوم و اول جمع ہونے شروع ہو گئے۔ چھ بج کر دس منٹ پر یہ قافلہ دعا کے ساتھ درود شریف کا ورد کرتا ہوا طے شدہ راستہ پر روانہ ہوا۔ اس سفر میں شامل ہونے والے انصار صف دوم ۱۲۔ اور صف اول ۲ تھے۔ یہ قافلہ فیصل آباد کی مختلف شاہراہوں سے ہوتا ہوا زرعی یونیورسٹی کی سبزہ زار گراؤنڈ میں جا کر کچھ وقت کے لئے رکا۔ وہاں پر انصار صاحبان نے پیدل سیر کی۔ اور پھر یہ سائیکل سوار سات بج کر چالیس منٹ پر بیت الحمد کریم نگر بخریت پہنچ گئے۔ اس طرح قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا یہ پروگرام رہا۔ بیت الحمد میں انصار کی ریفریشمنٹ کا انتظام تھا۔ ریفریشمنٹ کے بعد بیت الحمد کریم نگر میں اجلاس عام ہوا۔ سائیکل چلانے اور ایسے سفر جاری رکھنے کی افادیت پر روشنی ڈالی گئی اور اپنے سائیکل خریدنے کی طرف توجہ دلائی۔ کل چودہ کلومیٹر سفر کے بعد یہ پروگرام دعا کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ: مکرم حافظ محمد اکرم حفیظ زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ)

(پچھلے صفحہ سے) کی یہ پیشگوئی کہ ''ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی'' آج کس طرح اس جلسہ میں پوری ہو رہی ہے۔ مختلف جگہوں سے مختلف قومیتیں رکھنے والے افراد اس جلسہ میں شریک ہو رہے ہیں۔ انہوں نے دعوت الی اللہ کی طرف دوستوں کو توجہ دلائی اور کہا کہ خدا کے فضلوں کو دعوت الی اللہ کے ذریعہ اپنے لئے بھی حاصل کریں۔

محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ بشیر آباد چوہدری خالد محمود صاحب اور خاکسار نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں احباب کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں قائد صاحب تربیت نومبائعین (مرکزی نمائندہ) نے اپنی تقریر میں بتایا کہ نومبائعین کو بیعت کی توفیق ملنا دراصل خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ انہوں نے تحدیث نعمت کے طور پر بیان کیا کہ انہیں بیلجئیم میں خدمت کی توفیق ملی ہے۔ چند سالوں میں خدا کے فضل سے وہاں چالیس مختلف قوموں کے احباب احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اب ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہو چکا ہے۔ آپ نے نومبائعین کو باجماعت نماز جمعہ کی ادائیگی پر خاص طور پر توجہ دلائی۔ آخر میں دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں ۱۱۳ نومبائعین، ۷ غیر از جماعت احباب اور ۲۴۳ انصار، خدام اور اطفال شامل ہوئے۔ اس طرح کل احباب ۳۶۳ تھے۔ الحمد للہ یہ پروگرام ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

سلام بحضور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

بدرگاہِ ذی شانِ خیرُ الانام
بصد عجز و منّت بصدِ احترام
کہ اے شاہِ کونین عالی مقام
شفیع الوریٰ مرجعِ خاص و عام
یہ کرتا ہے عرض آپ کا اِک غلام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں
پھر اس پر وہ اَخلاق اکمل تریں
زہے خُلقِ کامل زہے حُسنِ تام
جو دیکھا وہ حُسن اور وہ نورِ جبیں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

خلائق کے دِل تھے یقیں سے تہی
ضلالت تھی دُنیا پہ وہ چھا رہی
ہُوا آپؐ کے دَم سے اس کا قیام
بُتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

محبّت سے گھائل کیا آپؐ نے
جہالت کو زائل کیا آپؐ نے
بیاں کر دیئے سب حلال اور حرام
دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
شریعت کو کامل کیا آپؐ نے
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

نبوّت کے تھے جس قدر بھی کمال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال
لیا ظلم کا عفو سے اِنتقام
وہ سب آپؐ میں جمع ہیں لامحال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

مقدّس حیات اور مطہّر مذاق
سوارِ جہاں گیر یکراں براق
محمّدؐ ہی نام اور محمّدؐ ہی کام
اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

عَلَمدارِ عُشّاقِ ذاتِ یگاں
معارف کا اِک قُلزمِ بےکراں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام
سپہدارِ افواجِ قُدوسیاں
افاضات میں زندۂ جاوداں
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل قادیانیؓ)

Monthly **ANSARULLAH** June 2002

Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR Regd. # : CPL - 92

’’خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔‘‘

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’......خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی ہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں۔ اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔‘‘

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۷-۳۰۸)